1047

J. & K. ACADEMY LIBRARY
Acc. No ~~738~~
Date of Purchase
Price
SRINAGAR.

Acc. No - 1047

دیوان اعظم

مسمیٰ بہ

کلام اعظم

۱۳۲۹ھ

الحمد للہ کہ یہ دیوان مصنفہ ارسطوی دوران جناب
حکیم اعظم علیخان متخلص با عظم سلمہ المنان
نے تصنیف کیا۔ اور سنہ ۱۳۲۹ھ مطابق سنہ ۱۹۱۱ع میں

در مطبع افتخار دہلی باہتمام منشی محمد ابراہیم طبع شد

768

ARSHI
LIBRARY
Nampally,
Hyd-A.P.
کتب خانہ
عرشی
نامپلی
حیدرآباد

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

بسِ حمد و ثنا جسکا ہے مطلع میرے دیوان کا
کہ سر پر ہے میرے دست کرم محبوب سبحان کا

میرا سینہ ہوا ایک تختۂ شاداب رضوان کا
کہ ہوتا ہے خرام ناز اِس جا غوث دوران کا

خدا قایم رکھے انوار قادر میرے سینہ میں
ہوا ہے وصل روحی مٹ گیا ہے داغ ہجران کا

دکھا کر شکل پاک اپنی کیا ششدر مجھے ایسا
جو اس خمسہ میں ہیں پر در مقفل ہے لب جان کا

میرے آقا میرے مولا میرے ہادی میرے مرشد
ترے صدقہ کیا اخفا نہ تونے سر پنہان کا

تیرا جود و سخا اب خضر کا محتاج کیوں رکھتا
زہے طالع میرے تونے پلایا آب حیوان کا

کہیں دولت کہیں ثروت خدا جو چاہے جسکو دے
تعزِ من تشاء مشہور ایک آیہ ہے قرآن کا

یہ آدم ہے حباب آسا کوئی اُٹھے کوئی بیٹھے
مٹانا اور بنانا کام ہے گردون گردان کا

تیرے مرقد پہ ہوں انوار قادر کیوں نہ اے اعظم
کہ تجھ کو جانتے ہیں خاک پا شیر یزدان کا

اے بادِ کوئے دلبر جھوکا مجھے لگا جا
خوشبوئے جعدِ کاکل اُسکی مجھے سنگھا جا

گلشن میں ہیں جو بوٹے بوٹوں میں ہے یہ ڈالی
ڈالی میں ہیں یہ غنچے غنچے ذرا کھلا جا

اے نورِ حسن مطلق دے عشقِ ذاتِ باری
تجھکو قسم ہے اپنی جلوہ ذرا دکھا جا

تیری گلی میں آکر رسوائیاں اُٹھا کر
بدنام ہو چکا ہوں صورت ذرا دکھا جا

مجھپر نہ رحم کہانا مژگاں سے چھید جانا
قاتل تجھے قسم ہے جھگڑا کہیں چکا جا
کلیجہ ہے میرا سارا مدفن بنے ہمارا
لاشہ پڑا ہے میرا پھر خدا اُٹھا جا
وہ ناز اور وہ غمزہ ہیں قدرتی جو تجھ میں
تیغ نظر سے اُنکی چرکے ذرا لگا جا

اعظم کی ساری عظمت اب خاک میں ملی ہے
قدموں سے اپنے اسکو آکر ذرا لگا جا ✣

بادلے بن کا جو جنوں یار ہے کامل اپنا
کس طرح اسکو ہٹائے دل عادل اپنا
حشر تک ہوتے نہ سائل کبھی اُنسے جنکو
دیکھتے ہی دلِ ناداں ہوا سائل اپنا
بت بنے آہ ذرا منہ سے نہ بولے ہرگز
سر کو مارا کیا پتھر سے یہ گھائل اپنا
ہجر ہے بار گراں کشتیٔ جاں ہیں اپنی
اور یہ منجدھار میں ہے دور ہے ساحل اپنا

اعظم خستہ جگر کس سے کہے یہ ہائے
پھر گیا تیغ اُٹھا سر سے وہ قاتل اپنا

جلوہ آرا میرے دلمیں جب وہ گلرو ہو گیا
چارسو کا جو تماشا تھا وہ ایکسو ہو گیا
کعبۂ دلمیں میری ایک بت کا قابو ہو گیا
تھا جو کچھ نیرنگ عالم ۔ عالم ہو ہو گیا
تیر مژگانِ صنم نکلا جو دلمیں بیٹھ کر
درد کے اُٹھنے کا ہی اب دلمیں پہلو ہو گیا
پڑتے ہی چشم خماری کے میرا دل گم ہوا
کس نگاہ فتنہ زا کا اس پہ قابو ہو گیا
گرمیاں شوق لقا کی شوخیوں کی نذر ہیں
سرد مہری صنم کا دل پہ قابو ہو گیا
صاف ہوکر دل جو ایک آئینہ وحدت بنا
چشم نظارہ میں جلوہ اُسکا ہرسو ہو گیا
رنگ بیرنگی وحدت میں نہیں تخصیص ذات
آریا کوئی بنا اور کوئی ہندو ہو گیا
بھول جائیگا فسانہ حور و جنت کا تو شیخ
گر کبھی میرا وہ گلرو تیرے بر رو ہو گیا

اعظم ساقی پلا اکدم جو دینی ہے تجھے

قطرہ قطرہ حلق میں پڑنے سے اچھو ہو گیا

قتل پر آمادہ میرے جب وہ گلرو ہو گیا
حسرتیں بولیں کہ اب قاتل پہ قابو ہو گیا

چار جوہر کا تماشا دل کے آئینہ میں ہے،
اسکو وہ جانے کہ جسکا دل پہ قابو ہو گیا

تلگیا آنکھوں کے پلونمیں میرے حسن صنم
حسن یوسف اُسکا پاسنگ ترازو ہو گیا

قلب اعدا پے نہیں ملتا کبھی قابو مجھے
قلب کردونگا جو میرا اُسپے قابو ہو گیا

دام اُلفت میں کہا صیاد نے پر باندہ کر
جب قفس کھولا کہ وہ بیکار بازو ہو گیا

اشک خوں وہ خشک سوز غم کے ہاتھوں سے ہوئے
بحر احمر کا تلاطم ایک چلو ہو گیا ٭

دل پے جب گذرا تری برق تبسم کا خیال
خرمن انبار ارمان جلکے سب ہو ہو گیا

دعوی یکتائی ترا آئینہ نے کہو دیا
ایک تہا تیرے مقابل دوسرا تو ہو گیا

آنکھونمیں رستم کی جیتوں تیغ برزو ہیں ہوئیں
خوف رستم ہوتے ہوتے خوف برزو ہو گیا

در حقیقت ہی بُرے کا ساتھ بھی اعظم بُرا
نفس بدخو کے اثر سے دل بھی بدخو ہو گیا

جسکی فرقت میں ہے دم تیرا لبوں پر آیا
اُس ستمگر پہ تو پھر اے دل مضطر آیا

حشر میں شربت دیدار کے پیاسے نہ رہے
دیکھتے ہی ہمیں وہ ساقی کوثر آیا

اتو دیدار مبارک کو دکھادو اے شاہ
ہند سے سوئے مدینہ دل مضطر آیا

ہم گنہگاروں کے عصیاں جو ہوئے حد سے فزوں
بخشوانے ہمیں وہ شافع محشر آیا

تاب دیدار نہیں دیکھ کے غش آنے لگا
جب نظر جلوۂ حسن رخ انور آیا

جلوۂ نور الٰہی کا تماشا دیکھا
جب میرے دیدۂ حق بیں میں وہ رہبر آیا

برق اک ساعقہ کردار چمکتی دیکھی
جب خیال رخ پُرنور پیمبر آیا

غزل نعت نبی اور درود اور صلوٰۃ
مجھکو بخشش کا وسیلہ یہ میسر آیا

ترے اعمال کہاں ایسے تھے لیکن اعظم
صابری صدقہ سے جام مئی کوثر آیا

بار عصیاں سے جو میں حشر میں مضطر آیا
دستگیری کو میری شافع محشر آیا

جب ہوا نکہتِ گیسوئے معنبر لائی
غنچہ بھی گل کی طرح جامہ سے

اہل تمکین سے ہوتا ہے سبکسار بلند
تیرنے کے لئے گل ڈوبنے کو زر آیا

دامنِ آلِ پیمبر میں چھپ جاؤنگا
روبرو میرے گناہوں کا جو دفتر آیا

ذکر جب حضرتِ شبیر کا لکھنا چاہا
بھر تحریر قلم خون میں نہا کر آیا

کربلا بہر زیارت نہ گیا تو اعظم
چین اس دل میں ابتک تجھے کیونکر آیا

آغاز عشق میں بھی یہ انجام ہو گیا
ناکامیاب گرچہ رہا کام ہو گیا

میرا ازل سے تھا جو ترے عاشقوں میں نام
دنیا میں آکے اسکا سر انجام ہو گیا

نالوں سے رام دلبر خود کام ہو گیا
آغاز غازۂ رخ - انجام ہو گیا

نام خدا نقاب سے جھلکا جو نورِ یار
حسنِ نقاب جلوہ گہہ عام ہو گیا

ٹھکرا کے میری نعش کو قاتل نے یوں کہا
آخر بخیر تیرا بھی انجام ہو گیا

وردِ زباں جو نعتِ محمد ہے رات دن
طوطیِ خوش بیان میرا نام ہو گیا

وعدہ خلافیوں کی بدولت جناب کے
پختہ جو تھا خیال میرا خام ہو گیا

گمنام زندگی میں رہے ہم تو کیا ہوا
قربان جان کرتے ہی بس نام ہو گیا

دشنام دیتے ہیں میری صورت کو دیکھکر
صد شکر میں بھی قابل انعام ہو گیا

سچ ہے مریض عشق کی جان بھی غضب ہے
باتوں میں بگڑا باتوں میں آرام ہو گیا

رخ نے تمہارے جلوہ صحر کا دکھا دیا
زلفیں کھلیں تو وقت سر شام ہو گیا

آنا بھی اُنکا سچ ہی قیامت سے کم نہیں
محفل میں اُنکے آنے سے کہرام ہو گیا
دنیا کی سرزمیں نے پائے ہیں کتنے نام
پورب کہیں ہوا کہیں آسام ہو گیا۔
تے ہیں جسکو موت وہ پیغامِ وصل ہے
واصل شہید خنجرِ پیغام ہو گیا
انی سے کس کا نامہ و پیغام ہو گیا
جلوہ فروش بادہ خطِ جام ہو گیا
اے جزب شوق لا کہیں اس بت کو کھینچکر
دل میرا وقفِ گردشِ ایام ہو گیا
اللہ ری اپنی بختہ نصیبی کی خامیاں
جو پھل پکا وہی ثمرِ خام ہو گیا
یومِ ازل سے نام تھا عشاق میں ترے
دنیا میں آ کے عاشقِ بدنام ہو گیا
جب اُن سے لذتِ مئے اُلفت کے کئے کلام
جاری زباں پہ کلمۂ دشنام ہو گیا

یوسف کو زر خرید لکھا ہے تمام نے
اعظم غلام آپکا بیدام ہو گیا

آغازِ عشق روکشِ - انجام ہو گیا
رم کردہ شوخ آج میرا رام ہو گیا
اُس ماہ رخ نے رخ پہ جو ڈالا نقاب کو
حسنِ نقاب جلوہ گہہ عام ہو گیا
آنکھیں اگر ملیں بھی کبھی بزمِ غیر میں
تارِ نگاہ دل کے لئے دام ہو گیا
دل چاک سینہ چاک جگر چاک کر دیا
اے خنجرِ نگاہ میرا کام ہو گیا
اُس گلبدن کے عشق میں کھائے ہیں اتنے گل
ہم رنگ لالہ دل بھی گل اندام ہو گیا
عاشق کا ہجر یار میں مرنا ہے زندگی
مر جاؤں تیرے غم میں تو بس کام ہو گیا
تیغِ نگاہِ ناز سے گردن کو لاگ ہے
کیوں دلکو تری غمزہ سے آرام ہو گیا
دنیا پہ لات مار چلا یار کی طرف
یارانِ ہمقدم میں میرا نام ہو گیا
اسلام کفر میں ہے فقط ایک دوئی کا بل
نکلا جو دل سے بل تو یہ اسلام ہو گیا
رہبر نے جب کہا کہ یہ ہی یار کی گلی
ہر ہر قدم چو نرگسِ بادام ہو گیا

آہ و فغان و نالہ کی جاتی نہیں صدا
بالائے چرخ یار کا کیا بام ہو گیا
پیک نظر سے کیا کہیں رفتار سیکھ لی
جو تیز گام توسنِ ایّام ہو گیا
شعبان اور صیام کی وہ آبرو بڑھی
ہر روزہ دار ساقیِ گلفام ہو گیا
آتش زباں ہوں حاسدِ بدبخت کو تو دیکھ
جل جل کے سوزِ غم سے سیاہ فام ہو گیا
نکلا وہ پردہ در جسے سمجھے تھے پردہ دار
ضبطِ فغاں ہی شورشِ آرام ہو گیا
دلکو لگی جو ترکِ تعلق کی کچھ ہوا
ترکِ لباس جامۂ احرام ہو گیا
پیدا ہے ایسا گردشِ چشمِ سیاہ نے
الفت کا دام شیرۂ بادام ہو گیا

اعظم ترے نصیب کے قربان میرا نصیب
آرام جانِ خلق تیرا رام ہو گیا

وہ شعلہ نکلے برق بنا نور ہو گیا
اُس نور سے جہان ہی معمور ہو گیا
دل جلوۂ صنم سے جو پُر نور ہو گیا
ہر قطرہ دل کا میرا طور ہو گیا
جب جلوۂ صنم نے مرے دلکو رنگدیا
ہر ذرّہ چشم دل کا میرا نور ہو گیا
احمد ہوا اسماں پہ زمیں پر رسولِ پاک
جلوہ حضور جس پہ پڑا نور ہو گیا
ہم نے جب اُسکے نام کی تسبیح کو پڑھا
ملکوں میں دور دور مشہور ہو گیا
ہوتی نہیں کسیکو خبر رازِ عشق کی
دعوئی انا کا کرتے ہی منصور ہو گیا

اعظم کا رنگ محفل معشوق میں جما
مردود ہو کے غیر بھی کافور ہو گیا

ساقی کی ایک نگاہ سے مخمور ہو گیا
دل سے تمام رنج و الم دور ہو گیا
بوسہ کا نام سنتے ہی تیور بدل گئے
غصہ سے لعل وہ رخ پر نور ہو گیا
آہ و فغان و نالہ نے محشر بپا کیا
یہ سب ملیں صدائیں تو ایک صور ہو گیا
تیرہ مژہ کا دل پہ جو میرے لگا تھا زخم
اتنا بہا کہ صورتِ ناصور ہو گیا

چو پارہ دل ہوا تھا جو اُس تیغ ناز سے
پھر زخم بھرتے بھرتے اب انگور ہو گیا

ہر ہر قدم پہ ٹھوکریں کھائیں ہیں عشق میں
آخر کو سارا کاسۂ سر چور ہو گیا

در اصل جس میں رہتی ہے اُس قند لب کی یاد
دل ہی ہمارا خانۂ زنبور ہو گیا

جلوہ دکھا کے آپ نے پردہ جو کر لیا
دل میں تھا شوق دیدہ تو رنجور ہو گیا

خاطر جو میری یار نے کی سب کے رو برو
میں اس ذرا سی بات سے مغرور ہو گیا

اُس نے بناؤ کر کے جو سج دھج سنوار لی
پہلے جو تھا پری تو وہ اب حور ہو گیا

گھر بار مال و زر تو فدا کر چکا - و لے
جان اُس پہ صدقہ کرتے ہی مسرور ہو گیا

اعظم نے خاک پائے محمد کو جب ملا
وہ پاک ہو کے خاک سے ایک نور ہو گیا

اِدھر مہتاب رحمت تھا اُدھر خورشید انور تھا
سرِ محشر نیاز و ناز کا پلہ برابر تھا

مجلّا آپ کو اُس نے کیا رخسار جاناں سے
کہ دیکھو آئینہ بھی ماہ تاباں کی برابر تھا

ہمارا خانۂ دل ہو چکا ہے آئینہ خانہ
ہر ایک پہلو میں دیکھا آپ کا جلوہ سراسر تھا

مسلسل ایک لڑی ہے موتیوں کی قطرۂ شبنم
کہ سبزہ سر سے پا تک ایک لڑی موتی کا زیور تھا

صفائی کر دکھائی واہ کیا وحدت نے کثرت میں
میرا دل یہ غبار ما سوا اللہ سے مکدر تھا

کسی پردہ نشیں کے غم میں بھر آیا جو دل میرا
یہاں گریہ برابر تھا وہاں پردہ سراسر تھا

بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہے موتی دل کے مقصد کا
اسی کے واسطے بحر محبت کا شناور تھا

اِدھر عجز و نیاز اپنا اُدھر انداز و ناز اُنکا
سرِ محشر نیاز و ناز کا پلہ برابر تھا

غرورِ حسن عجزِ عشق جب تولنے گئے دونو
سرِ محشر نیاز و ناز کا پلہ برابر تھا

ہوائے گلشن جاناں کی جب سے آمد آمد تھی
مشامِ حسرت و ارمان معطر اور معنبر تھا

ثنا خوانی تیرا شیوہ ہے اے اعظم ہمیشہ سے
سخن تیرا جب ہی تو ہر سخن پر بھی سخن ور تھا

میرا آئینۂ دل ہو گیا ہے صاف ای اعظم
جو گرد ماسوا اللہ اکبر سے مکدر تھا

سمند ناز پہ وہ نازنین سوار رہا
کمند زلف میں دل کا مرے شکار رہا
نہ اب وہ قول تمہارا نہ وہ قرار رہا
تمہاری بات کا اب کسکو اعتبار رہا
کٹا جو روز جدائی شب فراق آئی
ہمیشہ غم کے ہی گھوڑے پہ میں سوار رہا
ہزار کافر بدکیش نے کیا بدراہ
خدا کی بندگی کرنا مرا شعار رہا
یہاں جو آئیں تو آجائیں بیدٹہرک آئیں
ہمارا گوشۂ عزلت میں وہ فرار رہا
بڑے ہی پیچ میں اغیار روسیاہ رہے
ہمارے سر میں جو سودائے زلف یار رہا
وہ تند تیز پلا دی شراب ساقی نے
جگر رہا مرا ٹکڑے تو دل فگار رہا
ہنسا جو بلبل دل دیکھکر چمن اور گل
کھٹکتا آنکھ میں غیر لعین کے خار رہا

وہ شہسوار ہوا ہو گیا کہیں اعظم
رکاب چومنے اڑتا ہوا غبار رہا

اعظم سمجھتے سب ہیں رتبہ ترے سخن کا
کرتا ہوں شکر دل سے ارباب اہل فن کا
چلئے بہار پر ہے جوبن مرے چمن کا
پھولا پھلا ہے پودا نسرین و نسترن کا
پڑھتے ہی ایک نظر کے دلبر کیا ہے قبضہ
جادو نگاہ میں ہے تو سامری ہی فن کا
افسردگی سے میری ژولیدگی سے میری
کھلتے ہوئے نہ دیکھا غنچہ کبھی چمن کا
داغ فراق کے گل سینہ میں کھل رہے ہیں
پھولوں سے بھر گیا ہے تختہ مرے چمن کا
داغ جگر کا گلشن ہے وہ خزاں رسیدہ
کملا کے رہ گیا ہے ہر پھول اس چمن کا
وہ پان کھا کے سرخی لب پر جما رہے ہیں
نوک زباں سے انکی عقدہ کھلا دہن کا
تن تنکے دیکھتے ہیں سب نوجوان تم کو
کیا سن ہے بارک اللہ کیا روپ ہے بدن کا

کیا ترچھے ترچھے تیور کیا کج ادائیاں ہیں
تصویر کھہ رہی ہی حال اُسکے بانکپن کا

اعظم اُلجھہ رہے ہو ہر ایک بات پر تم
کیا سایہ پڑ گیا ہے اُس زلفِ پرشکن کا

خالی نہیں ہی عہدہ دہلی میں اہلِ فن کا
نقشہ بدلگیا ہے کچھہ اندنوں وطن کا

مدفن تک آئے ہمدم میّت کے مرے ہمراہ
احسان ہی یہ مجھہ پر یارانِ ہم وطن کا

مشکیں حنا کی خوشبو ہی زلفِ عنبری میں
ہر ایک اسکا حلقہ نافہ ہی کیا ختن کا

لاکھہ ہے کیا غضب کا اُس لعلِ لب پہ گویا
ہے مانند جس کے آگے یاقوت بھی یمن کا

منکر نکیر میرا دیکھیں نہ منہ لحد میں
شرم گناہ سے منہ پر دامن لیا کفن کا

اقرار تو کہاں ہے انکار بھی نہیں ہے
دلمیں سمجھہ رہے ہیں پہلو مرے سخن کا

افسوس اُڑ گئی سب جو کچھہ بہار تھی اب
اسوقت ہیں تو اعظم بلبل ہی اس چمن کا

نقشہ نظر میں کس کے کھچا ہے جلال کا
اُڑتا ہے رنگ عارضِ شمعِ جمال کا

ہوں شیفتہ میں آپکے حسن و جمال کا
صبحِ فراق میں ہے تبسم وصال کا

گر لاکھہ منہ سے وہ یہ کہی تری ہو چکی
کیا اعتبار دخترِ رز خرد سال کا

ڈوبا ہوں بحرِ شرم میں عصیاں کے ہاتھہ سے
جاری ہوا جبیں سے عرقِ انفعال کا

مانگو نہ حشر تک کبھی یہ دل دیا ہوا
لاکھوں عیوب کہتا ہے ہاتھہ ہر سوال کا

ناصح جو روکتا ہے شرابِ وصال سے
قایل ہیں کس طرح سے ہوں اہلِ قیل و قال کا

سایہ میں آگیا جو کبھی اُس پری کے تو
جادو چلیگا تجھپہ نہ حورونکی چال کا

عاشق کو قتل کرتے ہو غیروں کے سامنے
سیکھا ہی خوب آپنے یہ فن کمال کا

کیا چارہ گر ہو چارہ زخمِ جگر بھلا
زخمِ جگر پہ تیز ہے ناخن ہلال کا

مست الست اعظم شیدا ازل سے ہے
مستوں میں رنگ جما اسکے حال و قال کا

چلنے میں انکے رنگ ہے محشر کی چال کا
وہ کیا کریں خیال کسی پائے مال کا

لب کیوں نہ چاٹوں لذت شوق وصال کا
شیدا ہوا ہوں ایک بت شیریں مقال کا

بازار غم میں جب سے ہوا مشتری زلف
اس دلکو رہن کرچکا ہوں بال بال کا

مرغ نظر کو اس سے بچانا محال ہے
دیکہا ہے دام زلف میں دانہ جو خال کا

صابر کے در کا جب سے یہ اعظم ہوا فقیر
قائل نہیں رہا وہ کسی قیل و قال کا

پوچہا جو حال آپنے اس خستہ کا حال
دکہلایا رنگ اس نے مسیحا کے چال کا

یوں عید کی خوشی نظر ہے ہلال پر
ناخن سے انکی ملتا ہی نقشہ ہلال کا

اعظم نے شعر گوئی میں اپنا قدم رکہا
یہ بھی اثر ہے صحبت اہل کمال کا

دل غمگیں ہے درد عشق سے عالم ہی ایک ہو کا
خیال روئے جاناں میں ہنستا منہہ ہی آنسو کا

جلا ڈالا تپ فرقت نے سب میرا لہو پانی
نظر آتا نہیں آنکہوں میں قطرہ ایک آنسو کا

ترے عاشق کی ہستی بھی حجاب الفت ہے
فنا میں دیر کیا ہے منتظر ہے آنکی جہو کا

ہمیشہ سے تڑپتے ہیں نگاہ ناز کے بسمل
کبھی بھرتے نہ دیکہا زخم ہمنے تیغ ابرو کا

تلاش جنت الماوا اگر تمکو ہے دنیا میں
تو جاکر دیکھہ لو روضہ علاؤ الدین گلرو کا

ازل سے جب چلا میں عشق کی مکتب میں جا پہنچا
سبق استاد اول نے پڑھایا مجھکو یا ہو کا

میرا دل قرب گلرویوں سے کچھہ ایسا مہک اٹھا
عنادل آشیانہ ڈھونڈتے ہیں میرے پہلو کا

پلانا ہے جو آب تیغ جلدی سے پلا دیجے
ٹپکنا قطرہ قطرہ۔ حلق میں باعث ہے اچھو کا

پڑی جن خاکسارونپر ہے خاکِ روضۂ صابر
قیامت میں گراں ہوگا وہی پلہ ترازو کا

کہاں گل میں وہ رنگت ہے کہاں عنبر میں وہ خوشبو
تو ہی اعظم بتا ہمسر کوئی اُس رنگ اور بو کا

کچھ خوف حشر کا نہ مجھے غم گناہ کا
پلہ پکڑ چکا ہوں میں صابر سے شاہ کا
طایر کی طرح کنگرۂ عرش تک گیا
پیر فلک سے بھی نہ رکا تیر آہ کا
دل کے مقابلہ پہ ہے لشکر چڑھا ہوا
پلکوں کی صف ہے یا کہ پرا ہے سپاہ کا
دلکو جگر کو سینہ کو پہلو کو توڑ دی
پلہ بڑا ہے ناوکِ چشم سیاہ کا
لگ جاے چشم بد نہ کہیں اُنکی آنکھ کو
پلکیں خدا نے دی ہیں پرا ہی سپاہ کا

اعظم علی تو آل نبی پر نثار ہے
کافی وسیلہ ہے تجھے عفوِ گناہ کا

حسرت نہ مال و زر کی نہ ارمان جاہ کا
میں منتظر ہوں آپکی ایک خوش نگاہ کا
رکھتے ہیں اختلاط رقیبوں سے رات دن
کیونکر بھروسہ ہو مجھے اُنسے نباہ کا
انگڑائی لینے کو جو اُٹھائے تھے اُسنے ہاتھ
جلوہ نظر پڑا مجھے ہالہ میں ماہ کا
میں نے کہا کہ حال ذرا دل سے پوچھیے
فرمایا اعتبار نہیں اس گواہ کا

اعظم کو میری چاہ کا دعوی ہوا تو ہو
مجھکو نہ اعتبار تھا اُسکا نہ چاہ کا

میرے صابر آج جو خواب میں تو نے جلوہ اپنا دکھا دیا
جو شراب صحو کا جوش تھا اُسے سُکر کرکے پلا دیا
ترے عشق نے یہ کیا کرم مجھے میرے رب سے ملا دیا
جو ہیں دیکھا چہرۂ پاک کو وہیں سر قدم پہ جھکا دیا
ترے دامِ زلف میں جب پھنسا تو غمِ جہاں سے رہا ہوا

تیرا فیض نقشۂ صفا جما تو حجاب غیر اُٹھا دیا
یہ امام علی کا طفیل ہے یہ کریم بخش کا فیض ہے
یہ رسولِ پاک کا ہے کرم مجھے آج مجھ سے چھڑا دیا

ترا بندہ اعظمِ تفتہ جان ترے نام کا ہے وظیفہ خوان
بطفیلِ حرمتِ خواجگاں ترا نخلِ فیض لگا دیا

من غریبم تو امیرم ہم سخیم با سخا
پیر حشیم حالِ زشتم نیک بختم کن دعا
تو کریمی تو رحیمی تو عظیمی تو علیم
من مُریدم چوں مریدم آرزویم کن روا
از رہِ مشکل فتادم دستگیرم دستگیر
دردمندم مستمندم پابندم کن رہا
دردِ ہجر تو نمائی عضو عضوم در گرفت
تو طبیبم تو حکیمم تو دوایم تو شفا

عشق بازم پاکبازم نامِ اعظم خاکِ پاء
ای کریمی اے رحیمی خواجہ صابر پارسا

من فقیرم تو امیرم دستگیرم رستہا
من مریدم چوں حقیرم التجا ام کن روا
روئے من سیاہ بود است اکنوں شد سفید
قلبِ من ہم رنگ مویم کن برائے مصطفٰے
روسیاہی مرضِ دارم روسیاہ ام نوربخش
تو حکیمم من مریضم بل سقیمم لا دوا
حسنِ ازلی چوں تو داری از نگاہت کن تشہید
عاشقم بل صادقم سر بر نتابم مطلقا

جاں نثارم شرمسارم نامِ من اعظم علی
بر درِ درگاہِ والا افتادہ چوں گدا

ناوکِ نازِ تو از دیر و حرم کردہ رہا
باکہ سازم باکہ گویم ایں فسونی ماجرا
حالِ عاشق را تو دانی تیر خوردہ لا تعد
حالِ زارم جانِ زارم کارِ زارم با شقا
تاج بخشش را نہادی از روئے لطف و کرم
تاج دارم فخر دارم کام گارم با لقا

عشق قاتل حسن ظالم عقل سالم خورد برد
شاہ پیری بے نظیری دستگیری کن ادا
یا علاؤالدین شاہِ دوسرا بر من نگر
دل فگارم خوارِ زارم دستگیرم اے شہا

اعظمِ خستہ جگر بر درِ افتادہ روز و شب
مے کند آہ و فغاں تا بشنوی اے مہ لقا

تیرا شکر کیونکہ کروں خدا مجھے تو نے خودی سے چھڑا دیا
کہ خود ہی خود کو جدا کیا تیرا شکر میں نے ادا کیا
تیری ذات میں نہیں چوں چرا ترے صدقہ ہوتا ہوں اے خدا
تو نے ہند سے مجھے بلا لیا مجھے کعبہ اپنا دکھا دیا
دیا چھوڑ ہند گیا عرب لئے ساتھ اپنے عزیز سب
جو ہیں تیرے گھر میں قدم رکھا وہ ہیں سر حرم میں جھکا دیا
جو طواف کعبہ کا کر چکا اور صفا سے مروہ کو پھر گیا
اور ادائے فرض بھی کر چکا تو دوگانہ شکر ادا کیا
کیا جب نویں کو ادائے حج اور صدائے تہنیت رہی تھی بج
تو رخت کو بنج کو دیکھکر کمر اپنی کو میں کسا کیا
چلا واپسیں کو جو قافلہ سوئے مکہ میں رواں ہوا
تو پہنچ کے کعبہ میں کچھ رہا پس ازاں مدینہ چلا گیا
تیرا رحم مجھپر بڑا ہوا کہ مدینہ مجھکو دکھا دیا
جو ہنی دیکھا گنبد سبز کو وہیں سر کو اپنے جھکا دیا

تیرا حاجی اعظمِ پاک جاں تیرا شکر کرتا ہے بیگماں
مجھے نعمتیں جو ملی وہاں تو زبان دل کو چکھا دیا
جو دیا ہے ہمنے اُس بت کو کچھ جانا نہ پہچانا
یہ ہے دنیا کے دھندے میں پہچانا نہ کچھ جانا

ہے سبکی آنکھ آئینہ تو اپنی دیکھ لے صورت
تیری صورت ہے جانا نا تو جانا نا ہی جانا نا
جو جانا ہمنے تھا جانا وہ ہی جانا ہوا جانا
الٹ جانا پلٹ جانا نہ ٹل جانا نہ پڑ جانا
یہ جانا وہ ملا جانا کہ جانا سے ملا جانا
یہ ہے آباد جانا نا کیا آزاد ویرانا
تلاش یار میں جانا اگر جانا تھا اے غافل
نہ کیوں ڈھونڈا اُسی جانا کو ای جانا ہی مر جانا
اگر عاقل ہی ای غافل نکر غفلت کبھی ہرگز
یہ دنیا دار فانی ہی پھر ایک دن چھوڑ کر جانا
ترے قبضہ میں سارا ہی یہ جسم و جاں سب ہمن
ابھی جانا نہیں جانا تو پھر جانا تو کیا جانا

ترا مرشد ہی جانا نا ہی تو جان لے اعظم
کہاں جانا کدھر جانا نہیں جانا جو کچھ جانا

جو جانا ہمنے تھا جانا وہ ہی جانا تو ہی جانا
ادھر جانا اُدھر جانا جدھر جانا خدا جانا
ہوئی لعنت شیاطیں پر ایک سجدہ کرنے پر
ہوا ہی خوب سا رسوا خدا دانا ہی پہچانا
شرابیں خوب سی پی لیں مگر اپنے کو گھر سمجھا
نہیں جانا کہ ہی جانا اُدھر جانا کہ ہی جانا
خدا کی یاد کرو ہر دم اگر خواہش ہے جنت کی
یہ دنیا چند روزہ ہی پھر آ کر چھوڑ کر جانا
دوئی کو چھوڑ دی پیارے ملا کر سب سے تو یکساں
جدا جانا ملا جانا خودی جانا خدا جانا
اری جانا نہ کچھ جانا جو جانا تھا نہ تھا جانا
نہ تھا جانا وہاں جانا جہاں جانا تھا جانا

غزل تو نے کہی کیا خاک ای اعظم کہیں جب رہ
نہ کہنا سننا کچھ جانا نہ جی جانا نہ مر جانا

یقینی تو گمان عالم گمانوں میں گماں تیرا
زمانہ سب خیالی ہی خیالوں میں نشاں تیرا
تو معشوق حقیقی ہی یہ عاشق ہی جہاں تیرا
تیری جلوہ سے عالم ہی - ہی جلوہ سے نشاں تیرا
زمیں ہیں تو زماں ہیں تو مکیں ہیں تو مکاں ہیں تو
نہیں ملتا ہی پھر بھی تو کہاں ڈھونڈھوں مکاں تیرا
سبھی سے تو الگ پایا سبھی میں تجھکو پھر پایا
تمام عالم میں پھر پھر کر لیا ہی آستاں تیرا
نہ ہوتا جسم گر تیرا نہ لیتا نام پھر کوئی
ہوا بس نام ہی کی جسم سے سب کچھ عیاں تیرا
علی و فاطمہ حسنین احمد کے کھلے جب گل
معطر ہو گیا اس سے زمین و آسماں تیرا

تو عقل کل ہے میں سودائی شہنشاہ تو بھکاری میں
کہاں یہ مرتبہ میرا ہوں میں راز داں تیرا

حلیمی کی صفت اعظم ہے سارے عالم میں
یہ ہی حکمت ہے اسمیں اب کہ کرتا ہوں بیاں تیرا

عیسیٔ دوراں ملا ہے چارہ گر اچھا ہوا
مژدہ باد اے دل تیرا اور جگر اچھا ہوا

خار شاخوں سے گرے ثمرے مرادوں کے پھلے
یہ نہالِ بیخودی یہی بار ور اچھا ہوا

اب بلائیں اُنکے لینے کا مجھے موقع ملا
آ گئیں زلفِ پریشاں تا کمر اچھا ہوا

شکر ہے تیرِ دعا درگاہِ باری تک گیا
نالۂ شبگیر میں وہ پیدا اثر اچھا ہوا

موتیوں کا ہار اُنکو چاہیئے تھا اسلئے
بن گئے آنسو میرے سلکِ گہر اچھا ہوا

یوں تو سب پہ ہے عنایت کی نظر اُنکی مگر
پڑھ گئی مجھپر عنایت کی نظر اچھا ہوا

جان ہی دیتا نہ آتے تم شبِ وعدہ اگر
ڈالدی مجھپر عنایت کی نظر اچھا ہوا

تجھکو دل دینے کا اے قاتل یہ بدلہ مل گیا
دیکھی تیرِ نظر۔ سوزِ جگر اچھا ہوا

ہم رکابی سے کسی کی سیرِ عالم ہو گئی
با خطر سے ہو گیا اب بے خطر اچھا ہوا

مجھ نحیف و ناتواں پر رحم کھا کر آ گئے
بن گیا صحنِ گلستاں میرا گھر اچھا ہوا

دل کے آئینہ کو میں نے صاف ایسا کر دیا
ہو گیا آئینہ منظورِ نظر اچھا ہوا

حشر کے دن خون پروانہ کا دیتی کیا جواب
تیرا جل بجھنا ہی اے شمعِ سحر اچھا ہوا

روح نے جب قابلِ مسکن نہ پایا دل میرا
دل سے اُٹھکر پہنچی سیدھی عرش پر اچھا ہوا

بعد مرنے کے بھی تیری قبر پر اعظم علی
جھمگٹا ان ماہرویوں کا ادھر اچھا ہوا

تیرِ مژگاں کھاتے کھاتے سخت گھایل ہو گیا
زخمِ دل کو دیکھتا ہوں میں کہ کامل ہو گیا

مل گئی رہنے کو تیرے کوئے جاناں میں جگہ
جیتے جی میں گلشنِ جنت میں داخل ہو گیا

صبر و تسکین و تحمل سب تمہارے ساتھ تھے
تم یہاں کیا آئے قابو میں میرا دل ہو گیا
حال دل تمکو سناؤنگا بہڑک جاؤگے تم
میرے قابو میں اگر میرا کبہی دل ہو گیا
پرتوہ ہے جلوۂ رخسار آتشناک یہہ
ہر بن موسی درخشاں ماہ کامل ہو گیا
کلمۂ توحید کی تاثیر ہر رگ میں ہوئی
نحن اقرب کی تجلی گہہ میں داخل ہو گیا
عشق میں میں نے فنا ہو کر یہ پائی ہے بقا
بس سگان کوچۂ جاناں میں شامل ہو گیا
جس دل ناشاد کو نازوں سے پالا تہا کبہی
وہ نگاہ ناز کے پڑتے ہی بسمل ہو گیا

کیجیے مرہون منت منہ سے یہ کہہ دیجیے
اب پرستاروں میں اعظم تو بھی شامل ہو گیا

جدائی کی سحر تھی مینہہ برس چکنے کا ساماں تہا
ابہی دیدہ تر تہا کہ کوئی ابر باراں تہا
نہ آئے تم ہزار افسوس سیر گلشن دل کو
بنا حسرت کے داغوں سے نیا رشک گلستاں تہا
بہا کر لے گیا گریہ ہمارا جسم زار اپنا
خدا حافظ یہ گریہ تہا کہ زور و شور طوفاں تہا
ہوا زلف پریشاں کی پریشاں کر گئی ایسا
چمن میں حال سنبل بہی جو دیکہا تو پریشاں تہا
صفائی دیکھ لی تیغ نگاہ ناز قاتل کے
کسی جا تیغ براں تہی کسی جا زخم خنداں تہا
خیال زلف شبگوں نے کیا ششدر مجہے ایسا
پریشاں بہی پریشانی کو میری دیکھ حیراں تہا
بہلا ہوتا میں کیونکر زیر بار منت قاصد
جواب تار برقی رشتۂ تار رگ جاں تہا
بہا کرتا تہا ہر دم خون حسرت خانۂ دل سے
کبہی سینہ ہمارا غیرت گنج شہیداں تہا

شہادت انتہائی شادمانی ہو گئی اعظم
نشاط قتل پر میرے لب ہر زخم خنداں تہا

یقینی تو گمان عالم گمانوں میں گماں تیرا
زمانہ سب خیالی ہے خیالوں میں نشاں تیرا
تو معشوق حقیقی ہے یہ عاشق ہے جہاں تیرا
تیرے جلوہ سے عالم ہے۔ ہے عالم سے نشاں تیرا

زمین میں تو زماں میں تو مکین میں تو مکاں میں تو
نہیں ملتا ہے پھر بھی تو کہاں ڈھونڈوں مکاں تیرا

حلیمی کی صفت اعظم یہی اعظم سیارے عالم میں
یہ ہی حکمت ہے اسمیں اب کرتا ہوں بیاں تیرا

روضۂ پاکِ تو قبلہ قبلۂ اہل صفا
آستانت سجدہ گاہی اصفیا و اولیا
خاک کلیر بر طباق نہ فلک بردہ شرف
از قدوم میمنت شد عرش اعظم زیر پا
ذات پاکت شد در بقا در ذاتِ پاک آں شفیع
زاں سبب آمد شفاعت فرض در روز جزا
شد بعالم نام تو چوں رحمت العالمین
ملتجی باشند ہر ایک چوں گدائے بینوا
ہم ملایک ہم بشر ہم جن زدرگاہت شہا
یافتہ ہر یک بقدر حوصلہ نور و ضیا
فیض ہر ادنا اعلیٰ را تو دادی از کرم
مثل من عاجز نباشد در دو عالم با خدا
ہر کس و ناکس ز فیض ذات پاکت شد غنی
چشم می پوشی ز حال زار مسکینا چرا
خالق عز و جل چوں خود بقرآں اہل استغنائیست
نعت تو از بندۂ اعظم کجا باشد ادا

ذات پاک مظہر نور الٰہی و رسول
حمد و نعت ترا چگونہ میکند اعظم ادا

تاب ہے کسکو جو دیکھے تیرے رخ کی آب و تاب
خواب میں بھی گر خیال آوے بنے دلکی کباب
آدمی تو کیا ملک ہو جائیں ششدر دیکھکر
گر رخ پر نور سے اپنے اٹھاوے تو نقاب
ایک مدت سے میں ہوں بیتاب للہ دو دکھا
تاکہ مٹجائے جو حائل ہے تعین کا ہی حجاب
ہوں سمجھتا رخکو کعبہ ور محرابیں بھویں
فیض مرشد نے دکھائی مجھکو یہ راہ ثواب
کیا مبارک ہے وہ عاشق صبح اٹھکر دیکھ لے
روئے روشن جو کہ ہے ماہ تمام اور آفتاب
زاہدان خشک جام عشق سے ہیں بھاگتے
اپنے ہاتھوں سے نہیں دیدو کوئی جام تراب
منہ چھپاتے کس لئے ہو عاشق بیتاب سے
دو جہاں کے جلوہ گر کو منہ چھپانا ہے ثواب

تو عقل کل میں سودائی شہنشاہ تو بھکاری میں ⁂ کہاں یہ مرتبہ میرا بنوں میں رازداں تیرا ⁂

صابری فیضان نے عالم کو گھیرا ہے تمام
صابری کو کیا بھلا اندیشۂ روز حساب

کیوں تلاش یار میں پھرتا ہے اعظم دربدر
پہلوئے دل میں ہے وہ ڈالے ہوئے منہ پر نقاب

دکھلائیگی تاثیر میری آہ و فغاں اب
آئیگا وہ از خود ہی یہاں جان جہاں اب
دے دیجیے تسکین شہ کون و مکاں اب
جلوہ تیرے الطاف کے ہوں نور فشاں اب
آنکھوں میں وہ ہو نور تجلی کی بصارت
بنجائے میرا گوشۂ دل طور نشاں اب
ہوجائے ابھی دولت دیدار میسر
ہے پیش نظر روضۂ فردوس نشاں اب

اعظم کی تمنا ہوئی پوری تیرے صدقہ
ہوجائے یہ اجابت بھی اسطور عیاں اب

چہرہ سے گر نقاب کو حضرت ہٹائیں آپ
آدم تو کیا ملک کو بھی ششدر بنائیں آپ
مدت سے آرزو میں کھڑی ہیں یاں اُمید
جلوے خدا نما کو خدارا دکھائیں آپ
گرچہ خطائیں ہمسے ہوئی ہیں بہت بڑی
للہ معاف کرکے قدم سے لگائیں آپ
آواز رات دن میں ہے ہر جا بھری ہوئی
اُس صوت سرمدی کی ہر دم سنائیں آپ
اعظم غم عظیم میں رہتا ہے سرنگوں
اس دام غم کے پھندے سے حضرت چھڑائیں آپ
للہ خواب میں کبھی جلوہ دکھائیں آپ
خوابیدہ بخت کو میرے حضرت جگائیں آپ
نفس لعیں پیچھے میرے دوڑا آتا ہے
ہاتھوں سے اسکے سرور عالم چھڑائیں آپ
باد سموم سخت گناہوں کے ہاتھ سے
تریاق عفو دیکے مسیحا بچائیں آپ
سر پر جو ہووے تابش سورج تو اس گھڑی
دامن میں اپنے شافع محشر چھپائیں آپ
میری کہاں مجال کہ دیکھوں اُسے ولے
دیدار ذات باری کا مجھکو دکھائیں آپ
وہ صوت سرمدی کہ جہانیں سدا سی ہی
اُس صوت کا ترانہ حقیقی سنائیں آپ

اعظم کی ہے اُمید کہ اے شاہ دیں پناہ
اسکو گدائے در کہیں حضرت بنائیں آپ

(غزل ۵)

بہت دنوں سے ہوں مشتاق آئیے حضرت
دیار و کوہ بیاباں کو چہان ڈالا ہے
نہیں ہے تاب جدائی کی اب ذرا مجھ میں
چھپائے پہلو میں چہرہ کو آن بیٹھے ہو

کہاں رہے ہے کدہر آئے سنائیے حضرت
کہاں چھپے ہو پتہ تو بتائیے حضرت
خدا کیواسطے جلدی سے آئیے حضرت
ذرا تو سامنے تشریف لائیے حضرت

تیرے فراق میں اعظم تڑپ رہا ہے اب
ذرا تو سینہ سے اسکو لگائیے حضرت

ایک سے ایک ہے عالم میں پیاری صورت
اس سبب وحشی بنی ہے یہ ہماری صورت
ایسے انداز کی کس نے یہ اُتاری تصویر
ٹکڑے ٹکڑے ہی ہوا دل جس نے اُدہر کو دیکھا

ہے دل آویز مگر سب میں تمہاری صورت
دیکھا کرتا ہوں تحیر سے تمہاری صورت
عشوہ و ناز سے مملو ہے جو ساری صورت
تیغ ہے تیر ہے برچھی ہے کٹاری صورت

صورت اعظم کی تری اُسمیں نفخت فیہہ
جان بھی آپکی صورت بھی تمہاری صورت

تیرے ہجر نے یہ کیا ستم میرے دلبا ری بلا کی چوٹ
نہیں اپنی غیر کی کچھہ خبر ہوا محو دیکھکر اسقدر
تیرے عشق نے یہ کیا گرم میرے سخت دل کو کیا ہی نرم
جو نہی زلف پر نظر پڑی نہیں ہوش مجکو ذرا رہا

تیرے درد نے کیا زخمی دل تیرا اسقدر ہی جفا کی چوٹ
یہ ہی دل نذر یہ جگر نذر تو نظر سے مارا اداکی چوٹ
ہوئی ابر جیسی یہ چشم نم لگی دلپر جب سے وفا کی چوٹ
وہ تو ایک بلا کا تھا سانپ یہ نہیں تھی زلف دوتا کی چوٹ

تیرا خستہ اعظم نیم جان جو تڑپ رہا ہی یہاں عیاں
کہے کسطرح سے یہ اب بیان جو لگی ہی اس بلا کی چوٹ

بے مہری پہر کہاں کہ لگے جب وفا کی چوٹ
بسمل بنا دیا وہ لگی اس ادا کی چوٹ

اُس گلبدن کے عشق میں میرا یہ حال ہے
گاہ خزاں کی گاہ لگی ہے صبا کی چوٹ

نازک مزاج عشق نے ایسا کیا مریض
عنابی رنگ دیتا ہے مجھکو دوا کی چوٹ

خال سیاہ و زلف سیاہ نے غضب کیا
اُس سے بچا تو اِسکی لگی انتہا کی چوٹ

اعظم کو حشر کا نہیں کچھہ غم ذرا رہا
اسکو لگی ہے عشق حبیب خدا کی چوٹ

ردیف ث

ہوا گویا تن بیجاں فقط اس جان کے باعث
مٹایا جان کو اپنی تیری اس شان کے باعث

مبارک ہو یہ گہر اُنکو جو ہم رہتے نہ وہ رہتے
ہوئے آباد وہ میرے دل ویران کے باعث

ترے رمز و کنایہ تک نہیں پہنچا کوئی عاقل
ہوا لیکن وہ گرویدہ ادا و آنکے باعث

کیا پیدا محب ایسا کہ جو محبوب عالم ہے
دو عالم پہر کئے پیدا اُسی پہچان کے باعث

خطائیں سینکڑوں کی ہیں حرف آیا پر نہ کچھ
بہت ممنون ہے اعظم ترے احسانکے باعث

الغیاث اے شاہ خوباں الغیاث
الغیاث اے جان جاناں الغیاث

نیم بسمل ترچھی نظروں نے کیا
کیا نگاہیں ہیں دو پیکاں الغیاث

تیری آنکھوں سے ہوئی غارت گری
کر دیا ویراں دل و جاں الغیاث

کشتیٔ عصیاں بھنور میں جا پڑی
ہے بلا کا سر پہ طوفاں الغیاث

میں تو بچتا تہا نگاہ ناز سے
آپڑی ہے فوج مژگاں الغیاث

ہو گیا اندھیرا آنکھونمیں میرے
الغیاث اے شمع عرفاں الغیاث

اعظم بیتاب کس سے کیا کہے
المدد اے شاہ شاہاں الغیاث

الغیاث اے شاہ رحماں الغیاث
دو جہاں کے خضر و سلطاں الغیاث
گیند کی مانند دل لوٹا کیا
عشق کے میداں میں چوگاں الغیاث
بلبل جاں ہی قفس تنمیں اسیر
الغیاث اے شہ شبستاں الغیاث
رہتے ہیں یہ نفس و شیطاں در کمیں
الغیاث اے شاہ ایماں الغیاث

اعظم خستہ جگر تڑپا کیا
تو نے جھٹکا خوب داماں الغیاث

ردیف ج

گلگشت کو وہ شوخ جو آیا چمن میں آج
کھلکر کٹوری ہو گئے گل پیرہن میں آج
کس برگزیدہ خلق کی آمد کی دھوم ہے
ہے تہنیت کا شور جو چرخ کہن میں آج
باعث ہے جس کے ہے یہ نشاط و طرب مجھے
اور عالم سرور ہے سب جان و تن میں آج
طوبے کو رشک تیری ہے خرمہ کے ناز پر
شاخوں کا سر فلک پہ ہے اس بانکپن میں آج
ہے نور کا ظہور جہاں میں بھرا ہوا
باغ ارم سے بڑھ گیا کعبہ بھبن میں آج
ہر لفظ سے ٹپکتا ہے انوار ایزدی
اعظم کمال اوج ہے ترے سخن میں آج
طفیل نفس لعیں کے یہ ہو گیا محتاج
نہیں ہے کوئی دو عالم میں مجھ سوا محتاج
نکر تو مجکو الٰہی غم و الم میں اسیر
رہے یہ شاد خوش اوقات اور تیرا محتاج
گدائی در کی تری بہتر از دو عالم ہے
جو ہو تو ہو وے الٰہی ترا سدا محتاج
جو ترے در کے ہیں محتاج سب نبی و ولی
تو اپنے ہی در کا رکھیو سدا خدا محتاج
حقیر مور سے لیکر ٹرونیں ہاتھی تک
میرے کریم وہ ہیں شاد یہ رہا محتاج

غریب عاجز و مسکین ہے ترا اعظم
قبول کر تو اسے اب یہ ہے دعا محتاج

ردیف ج

جو بیخیال ہے اُسکی مثال بالکل ہیچ
صنم ہی خانہ فنا کا وصال بالکل ہیچ
خیال یار کا دلمیں اگر نہ ہو تیرے
تو حال و قال ترا اور کمال بالکل ہیچ
نہ کی عبادت جس نے تو کیا بنا صوفی
تمام جسم میں ہی جان وبال بالکل ہیچ
دھیان اپنا جما خوب گر سماع میں ہے
وگرنہ وجد تیرا اور مقال بالکل ہیچ
رہے وہ مدنظر گرچہ ہو سماع میں ہی
سوائے اسکے گمان اور خیال بالکل ہیچ

تمام عمر تو اعظم گذری غفلت میں
خدا کو مان کے سمجھو خیال بالکل ہیچ

ردیف ح

چھوٹے خیال دہر کی صورت کسیطرح
بھر دے تو اپنا شوق محبت کسیطرح
دہلی کو چھوڑ کر جو مدینہ میں جا بسیں
یارب نکال دے میری حسرت کسیطرح
روضہ پر آپکے ہے نگاہیں جڑی ہوئی
دوری ہو دور دل سے یہ فرقت کسیطرح
پلکوں سے تیرے روضہ کو جھاڑا کروں نبی
ملجائے مجکو کاش یہ خدمت کسیطرح
مدت سے آرزو ہے مدینہ کی یارسول
برلاؤ یہ اُمید زیارت کسیطرح
دیدار آپکا ہے وہ دیدار ذالمنن
دیدیجئے حضور یہ دولت کسیطرح

اعظم بھی تیرے در کا ہی جبہسا ہے
اُمید یہ بھی پوری ہو حضرت کسیطرح

ردیف خ

سارا عالم ہے فنا اور ہے بقا تصویر شیخ
شیخ کی بالکل حضوری ہے گویا تصویر شیخ
شکل اللہ الصمد دنیا میں جب پیدا نہیں
ہو گئی قایم مقام اُسکی سدا تصویر شیخ

ذات واجب در ہویت غیب کا جو ہی ظہور
وہ بدولت عشق کرتی ہی ادا تصویر شیخ
عالم فانی میں جسکو مل گیا ملک بقا
در طفیل عشق تہا پایا تہا عطا تصویر شیخ
شیخ کو جس نے خدا سمجھا دیا بالکل رسُل
سارا عالم پہر نظر آیا صفا تصویر شیخ

شیخ اعظم بن گیا صدقہ سے مرشد کے وہ شیخ
شیخ نظر و نہیں سما کر ہو گیا تصویر شیخ

لوح سینہ پر منقش ہے میرے تصویر شیخ
حق نے لکھا ملک میں مُلکِ بقا جاگیر شیخ
نسبت عالی نے گہیرا ہے مجھے سر تا بپا
عکس سے جس کے ہیں کہا کہ ہو گیا تصویر شیخ
دار فانی میں ہے بخشش اُنکی جب مُلکِ بقا
کیوں نہ ہو پہر ہر دو عالم خود بخود تسخیر شیخ
رحمت اُسکی ہم مریدوں پہ ہے گویا امر حق
امر حق ہے سب مریدوں کے لیئے تقدیر شیخ

سر فروشی جس نے کی اُسکو عطا نعمت ہوئی
نعمت اعظم ملی اُسکو جو ہے جاگیر شیخ

جمال حسن لاثانی علاؤ الدین علی احمد
نشان اعظم الثانی علاؤ الدین علی احمد
یہ کہتا ہوں قسم کہا کر ہوئی ہی ختم یہ تم پر
خدا گوئی خدادانی علاؤ الدین علی احمد
ہے شہرت بحر اور بر میں ہا کرتی ہی کلیر میں
تمہاری عام مہمانی علاؤ الدین علی احمد
شریعت میں طریقت میں حقیقت میں میرے مولا
تمہیں ہو دین کے بانی علاؤ الدین علی احمد

یہ ہی کہتا ہے اب مولا اعظم خستہ سے آقا
تیری کب ہو ثنا خوانی علاؤ الدین علی احمد

رموزِ علم صمدانی علاؤ الدین علی احمد
جلال قطب ربانی علاؤ الدین علی احمد
تیرے صدقہ سی ای مولا یہ عالم ہی زمانہ میں
گدا کرتے ہیں سلطانی علاؤ الدین علی احمد
کیا سوز درونِ تشنہ کام و خشک لب مجھکو
عطا ہو وصل کا پانی علاؤ الدین علی احمد

شیخ کا برزخ ہی اپنا رہنمای جزو کل ✤ اسم اعظم ہی وہ برحق جو بنا تصویر شیخ ✤

کمال زہد و نفسانی نظام الدین ہو ثانی
فرید الدین کے جانی علاؤالدین علی احمد

نشان شان احمد میں صفات پاک احمد میں
ہے ذات وصف ربانی علاؤالدین علی احمد

زوال کفر بدعت میں تو لاثانی ہو اے شاہا
عروج شان یزدانی علاؤالدین علی احمد

یہ ہی کہتا ہے اب اعظم پڑا در پہ بچشم نم
غنیمت ٹھوکریں کہانی علاؤالدین علی احمد

ردیف ڈ

ہے کسکو اپنی طاعت اور عبادت کا گھمنڈ
ہمسے ناچیزوں کو ہے تیری شفاعت کا گھمنڈ

رات دن کھایا کئے اور یا پڑی سویا کئے
تھا ولے ہر وقت دلکو تیری رحمت کا گھمنڈ

خاتمہ بالخیر ہونا اگر تجھے منظور ہے
بس رسول پاک کی رکھ شان شوکت کا گھمنڈ

گو رسول پاک حامی امت عاصی کے ہیں
پر نہ لازم ہے تجھے اپنی اطاعت اور طاعت کا گھمنڈ

اعظم عاصی تیرا ہے پر خطا و پر قصور
ہاں مگر رکھتا ہے وہ تیری شفاعت کا گھمنڈ

ردیف ذ

بھیجتا رہتا ہے دشمن کو ستمگر کاغذ
کار شمشیر نکالیگا یہ جوہر کاغذ

میرا کچھ حال جو پوچھے تو دکھا کر کاغذ
کہنا تصویر کو دیکھو یہ ہے ابتر کاغذ

رشک گل تم ہو تو بھیجوں تمہیں کیونکر کاغذ
پاس میرے ہے فقط دل کا گل تر کاغذ

ہجر میں خط جو لکھا انکو تو ٹپکے آنسو
بنگیا خط کا ہی سب معدن گوہر کاغذ

خط پہ خط آتے ہیں غیروں کے چلے حد سے بیجا
انکے کوچہ میں اڑے پھرتے ہیں اکثر کاغذ

خط جو لے جائیگا اعظم کا ادب سے دینا
نامہ بر دینا انہیں سوچ سمجھکر کاغذ

آپ نے صورت والشمس ہویدا ہو کر
فیض بخشا ہے اندہیرے کو اوجالا ہو کر
تیر چٹکی میں اُدہر شوق شہادت سے ادہر
دلمیں ہے جوش کہ اُڑ جاؤں نشانا ہو کر
دست نازک کو اُٹھا اُس نے جو لی انگڑائی
ہاتھ چمکی مہہ رخسار کا ہالا ہو کر ؛
آتے آتے جو پہر آئیے وہ گہر کو اپنے
زخم دل پہر میرا تازہ ہوا اچھا ہو کر
ہاتھ میں جا کے حسینوں کے حنا لائی رنگ
آپکی مقتبس عکس کف پا ہو کر ؛
اُسکی رفتار سے پیکر یہ ملی ہی قربت
دیدۂ یار میں رہتا ہوں میں ٹہرا ہو کر
وصل کا نام جب اُس نے میرے قاصد سے سنا
رہ گیا اُس پہ وہ آگ بگولا ہو کر
تپ ہجراں میں عیادت کو ترا نامہ آیا
کام صحت کا دیا اُس نے مسیحا ہو کر
شیشہ دل میں مقید ہی خیال اعظم
پہر بہی اُڑ جاتا ہے وہ عرش سے بالا ہو کر

آتش شوق محبت بھڑک اُٹھی ایسی
عرش اعظم پہ پہونچ جاتی ہی شعلا ہو کر

شکر اللہ کیا دین میں پیدا ہو کر
صابری فیض ملا بندۂ مولا ہو کر
دل جو بہر آیا تو نالوں سے کیا سیا
خون دل جاری ہوا چشموں سے دریا ہو کر
نجد میں قیس کی صورت کا مجہے دہوکا
کہئیے اب آپکا عاشق رہے کسکا ہو کر
عشق میں دوست سے دشمن جانی اپنے
خار دامن سے لپٹتے ہیں شناسا ہو کر
دل کیا آویز ہوئی حلقہ بگوشی دل کی
آپکے کان کی لو میں رہا بالا ہو کر
کلک تقدیر قلم ہو گئے نیستانوں سے
کام سب زندوں کا دیتا ہے وہ مردہ ہو کر
لاکھ تدبیر کریں حضرت عیسیٰ اپنی
چشم سوزن نہ کبھی دیکھے گی بینا ہو کر
خاک بنکر میں بنا آب ہوا و آتش
اُس سے پہر نور بنا احمدی جلوا ہو کر

درد فرقت سے تڑپتا رہا اعظم تیرا

خاک چارہ نہ کیا تو نے مسیحا ہوکر

زخم جگر کے ہنس دئی خنجر یار دیکھکر
پہول بھی کہلکہلا پڑے تیرا غذا دیکھکر
حسرت یار بار بار سوئے مزار دیکھ کر
روتی ہے آج زار زار میرا غبار دیکھکر
سنبل و گل نثار ہیں عارض و زلف یار
سکتہ میں سرو ہو گیا قالب یار دیکھکر
سبزہ تہا ہی تہی ابر تہا وہ گل تر مگر نہ تہا
ہاتہوں کو ملتا رہ گیا باغ و بہار دیکھکر
ہو گیا لالہ رو جواں زرد ہی رنگ زعفران
بلبل دل ہی نغمہ خواں فصل بہار دیکھکر
منہ سے تو آپ کچھ کہیں دلمیں جو تہیں کدورتیں
دور ہوئیں وہ رنجشیں میرا غبار دیکھکر
حسن کی دولت اے خدا تو نے تہونکو کی عطا
میں نے بھی سر جہکا دیا روئے نگار دیکھکر
آئے جو قبر پر نکیر زار سے بہی ہیں تہا ظہیر
دنگ ہی قیس سے نذیر مجھکو نزار دیکھکر

اعظم خستہ جاں گداز پڑہتا ہے عشق کی نماز
کیوں نہ جہکے سر نیاز ابروئے یار دیکھکر

سبزۂ خط ہے روئے روشن پر
ہے عروس بہار جوبن پر
گوہر اشک طفل کی صورت
کہیلتے کودتے ہیں دامن پر
تیر سب تاک تاک کے مارے
ہوں نثار اپنے ناوک افگن پر
خون کے چھینٹے پڑے جو وقت قتل
ہوئے گل بوٹے اُنکے دامن پر
چال بہونچال ہے ستمگر کی
لرزہ پڑتا ہے کو اور برزن پر
عشق کے دل پہ جب گھٹا چھائے
گر پڑی برق تن کے خرمن پر
دیکھ کر اپنی زلف کا سایہ
گرتے ہیں وہ گمان ناگن پر
کیا کروں میں وہ بت ہے ہرجائی
نہیں ملتا ہے ایک مسکن پر
لاکھ سمجھایا پر نہ سمجھے وہ
جونک لگتی نہیں ہے آہن پر
وقت گفتار تیرے اے اعظم ٭ پھول جھڑتے ہیں اسکے دامن پر ٭

گیسو ہلتا ہے روئے روشن پر
سانپ کی لہر دیکھیے من پر

خون عاشق سے پڑ گئے چھالے
سپر و خود تیغ و جوشن پر

دل کھلونا سمجھ کے توڑ دیا
بس نہیں آپ کے لڑکپن پر

تیر مژگاں کے اتنے کھائے ہیں
رونگٹے بن گئے میرے تن پر

اشک خونی سے گل و غنچہ
ہے بہار آج میرے دامن پر

خود ہی پروانہ اُسپہ جلتا ہے
خون کب شمع کی ہو گردن پر

لو میں جس کی جلا ہے پروانہ
شمع جلتی ہے اسکے مدفن پر

شیخ اعظم ہے بندۂ صابر
نور اُسکا ہے روئے روشن پر

دین احمد میں رہا بندۂ مولا ہوکر
شکر کرتا ہوں اسی دین میں پیدا ہوکر

چشم ظاہر کو کہاں تاب جو دیکھے اُسکو
خواب میں دیکھ لیا چشم زلیخا ہوکر

یا نبی اُسکو حیات ابدی ملتی ہے
جو فدا کرلیتے ہین جان اپنے کو شیدا ہوکر

دین و دنیا میں نہیں کوئی سہارا میرا
کسطرف جاؤں نکل ہائے تمہارا ہوکر

خاک سے پانی بنا پانی سے باد و آتش
نار سے نور بنا نور سے جلوا ہوکر

جلوۂ یار ہے مجھ میں۔ میں ہوں جلوہ اُسکا
دلمیں ظاہر ہوا وہ نور تجلی ہوکر

برگ میں شاخ و ثمر اور شجر میں تو نے
جلوہ ہر رنگ دیا رنگونمیں پیدا ہوکر

چشم و سینہ میں کلیجہ میں جگر میں دلمیں
نور رہا قالب انسانمیں جلوہ ہوکر

ہے صمد شان تری تو ہے بری عالم سے
ذات تیری دو جہانمیں رہی یکتا ہوکر

جلد امداد کو پہونچ شہ والا میری
دربدر خاک بسر پھرتا ہوں رسوا ہوکر

سایۂ دامن گنبد کی ضرورت کیا ہے
قبر پر چرخ رہا گنبد مینا ہوکر

آہ و نالۂ غم احمد میں نہ کر اے اعظم
عرش کے پار گذر جاے نہ بہالا ہو کر

قد رعنا ہے یا سرو صنوبر
رخ زیبا ہے یا ماہِ منور
دو زلفیں مشک بو یا عنبریں ہیں
دہن یہ وہم ہیں یا نقطۂ تر
ہیں لب وہ اسکے وہ آب زندگانی
ہوا شرمندہ جس سے وہ آب گوہر
دو آنکھیں انکی ایک چشمۂ فیض
رواں جس سے ہوا ہے آب کوثر
دو ابرو ہیں کشادہ تیز و پرواز
برائے صیدِ دل اللہ اکبر
نہیں وہ کان ہیں کان سخاوت
کہ سوت سرمدی آتی ہے اندر
گلا اسکا صفائی دار ایسا
نہ دیکھے چشم عالم اس سے بہتر
ہے سینہ فیض گنجینہ سراسر
کہ جس سے فیض ملتا ہے برابر
ہے دل فیاض فیض باری +
ہے پاتا فیض ہر مہتر و کہتر
شکم ہے مخزنِ فیضِ دو عالم
نہ پہنچے قوت پھر کیونکر نہ گھر گھر
تمام عالم کو جسنے چھان ڈالا
نہ دیکھا عشق سے کوئی بھی بہتر
قدم سے جس کے ہے سرسبز عالم
فلک پہ اس سے روشن ہیں گے اختر

زباں اعظم سے ہو تعریف کیونکر
جو اس عالم سے ہو بالا و برتر

ردیف ڈ

چار دن کی ہے جوانی ایسی ہستی کو چھوڑ
عشق کی مے کو پیا کر ساغر ہستی کو توڑ
چار دن ہے اسکی رونق آخرش کچھہ بھی نہیں
دلکو دنیا سے ہٹا کر منہ کو اپنے اس سے موڑ
گر ترا دل خواہشوں دنیا مین جا کر ہے پھنسا
کر نصیحت نفس کو اور کان کو دل کے مروڑ

ہستی موہوم کا بالکل بہروسا کچھہ نہیں
اس لئے سب چھوڑ جھگڑا اپنے آقا سے تو جوڑ

اعظم ناچیز تیری کیا ہے ہستی کیا شمار
تجھہ سے بہتر اور اعلی اسکے لاکھوں ہیں کروڑ

ردیف ن

اے عزیزو زندگانی چند روز
ہے یہ دنیا دار فانی چند روز

آنکھ ناک اور کان منہ جو کچھہ ہیں
اپنے کرلے حکمرانی چند روز

جب گیا دنیا سے پہر آتا نہیں
ہے عبث یہ شادمانی چند روز

مال دنیا کا جمع کر مر گئے
کر گئے یہ جانفشانی چند روز

چند روز آکر رہے پہر چل بسے
ہائے کیا ہے زندگانی چند روز

کام نیکی کے نہ کچھہ ہمسے ہوئے
اور یہ دنیا ہے فانی چند روز

گرچہ بخشو مال و دولت اور حشم
ہے یہ لطف و مہربانی چند روز

آپ کہتے ہیں کہ ہوں شاہجہاں
ہے یہ تیری لن ترانی چند روز

باغ دنیا میں ہیں سب پہول پہلے
ہاں مگر ہے گلفشانی چند روز

دے خدا کے واسطے پر جان و مال
ہے یہ تیری زندگانی چند روز

اعظم ناصح جیوگے تا بکے +
ہاں رہیگی مدح خوانی چند روز

عمر سب مفت میں کھونیکا ہے ارمان افسوس
درد جب دلکو لگا پہر نہیں درمان افسوس

بلبلیں چہچہازن اور بیچاری کبھی
دونوں ہاتھوں سے ہے سر پیٹتی حیران افسوس

عشق بازی کا نہیں کھیل ہے بچونکا کبھی
سر کو دیتا کہ نہو روبرو جانان افسوس

عشق بازی کا نہیں کام فرشتے کرتے
کام آدم کا ہے اور کام ہے شیطان افسوس

عمر پیاری ہوئی آخر تہی اعظم ہے ہے
زادرہ کا ترا کچھہ بہی نہیں ساماں افسوس

ردیف ش

ہے عزیز مجکو ہر دم روئے جاناں کی تلاش
زلف پیچاں نوک مژگاں چشم فتاں کی تلاش

اُس کلاں دربار تک ہوتی رسائی جب نہیں
پھر نہ ہو کیوں ہمکو یارو اُسکے دربانکی تلاش

نے جواہر لعل و موتی اور یاقوت و گوہر
ہاں مگر ہے تو اُسی دلدار و جانانکی تلاش

ہوں مسافر میں ازل سے تشنہ کام و خشک لب
ہے تلاش آب حیوانوں چہ زنخداں کی تلاش

صدقہ سے پیران کلیر کے ملا ایسا صنم
کو بکو اور دہ بدہ تھی جیسے جہانکی تلاش

اعظم قاصر بھلا کیونکر کرے اُسکی تلاش
گوہر نایاب اُسیر ابر نیساں کی تلاش

وہ ہے محبوب اعظم کبریا خاص
سبھی نبیوں سے ہے وہ خوش ادا خاص

ہیں حاضر سب نبی بہر غلامی
کہ ہے محبوب حق اور دلربا خاص

شروع آدم سے لے عیسےٰ نبی تک
کسیکو کچھہ نہیں رتبہ ملا خاص

یہ رتبہ ان فرشتونکو ملے کب
نبی محبوب ہے رب العلا خاص

رخ انور کے لایق گر نہیں ہوں
کف پا کی زیارت دو شہا خاص

فرشتوں پر نہ کیونکر ہو حکومت
محمدؐ ہے حبیب کبریا خاص

رخ احمد کی ہو جائے زیارت
یہی کرتا ہے اعظم اب دعا خاص

ردیف ض

زلف پیچاں سے اگر لاکھ چھپائے عارض
ابر میں چاند سا مکھڑا نظر آئے عارض

چاند سورج کو شب و روز ہے دیکھا میں نے
خواب میں گر نظر آئے کبھوں ہائے عارض
چاند آئینہ کا شرما کے چرائے آنکھیں
آئینہ کو جو کبھی اپنا دکھائے عارض
آنکھوں کا فرش کیا ہمنے بجائے مخمل
منعکس ہووے کہیں اسمیں ضیاء عارض
کعبہ سے سوئے مدینہ جو گئے شاہ رسل
نقش پا کے لئے بوسہ ہیں بجائے عارض
ہم ہوا خواہ کھڑے ہیں جو ہوا کے رخ پر
آسرا ہے یہ ہمیں آئے ہوائے عارض
لاکھ برقعے ہوں پڑے چہرہ پہ انکے اعظم
بجلی کی طرح چمکتا نظر آئے عارض

یہ ہوا ہے ترا جہاں میں فیض
بھر دیا کل زمین زماں میں فیض
تم بنی ہو جہاں میں نور افشاں
بھر دیا نور کا جہاں میں فیض
فیض سے تیرے دونو عالم ہیں
ہے مکاں اور لامکان میں فیض
میں بھی تجھہ سے جدا نہیں مولا
چشم میں جسم میں ہے جام فیض
کونسی جائے ہے کہ خالی ہے
جسم ہے جان ہے رواں ہیں فیض
نور افشاں ہے ذات عالی کی
ہے زمین و زماں سماں ہیں فیض
جسم ہے یا ہے جان جو کچھہ ہے
آپکا ہے عیاں نہاں میں فیض
نفس ظالم دوئی کا بندہ ہے
دل میں ہے ایک نشاں نشاں میں فیض
بدگمانی گمانِ بندہ ہے
ہے گماں بے گماں گماں میں فیض
تیرا کچھہ فیض کم نہیں ہوگا
بھر دے بھر دے تو بدگماں میں فیض
اعظم خوش بیان ہے گویا
ہے تیرا خوبیٔ بیاں میں فیض

ردیف ط

یار کے چہرہ پر کھلا سبزہ کا رنگ اس نمط
چاند نے حسن رخ دیکھ کے لکھا غلامی کا ہے خط

خال سیاہ کا رنگ ڈھنگ عارض خوشنما پہ دیکھ
مشک ختن ہوا خجل چاند کے دلمیں ہے نقط

چہرہ کو کھولکر وہ شوخ باغوں کی سیر کو چلا
ہوگیا رنگ لالہ ماند ہوگئی گل کی بو غلط

گاہ صنم کے عشق میں کرتا ہوں جان و دل فدا
گاہ صنم کے ہجر میں کہاتا ہوں غوطہ مثل بط

اعظم بندہ بیدرم کرتا ہے بندگی قبول
چاہو نوشتہ لے ہی لو بندہ سے بندگی کا خط

ردیف ظ

یار چلا ہے کعبہ کو دل نے کہا خدا حفیظ
دلکو دیا غلامی میں آگے ہے سرورا حفیظ

ہند میں شاہ ذو المنن قید ہے میرا خستہ تن
جلد بلا لو شاہ من کہہ کے ہے کبریا حفیظ

ہند سے سوے کعبہ کو جاتا ہے دل میرا چلا
کہدو عزیزو ملکے سب تیرا ہے مصطفے حفیظ

ذوق شوق میں سوار دل جو گیا ہی بھر کا
کہتا ہوں پیچھے آپ پکار مالک دو سرا حفیظ

عنبریں بو ہے زلف یار مشکِ ختن ہے یا تتار
قوتِ روح جان ہے اعظم جان ترا حفیظ

ردیف ع

ہمنے فراق یار میں دیکھا ہے حال شمع
سرتا قدم وہ جلتی ہے اُف رے کمال شمع

فانوس ہوگیا ہے میرا جسم اُس بغیر
فرقت میں دل جلایا ہے ہمنے مثال شمع

محو جمال یار ہوں عالم میں اسطرح
پروانہ جسطرح رہتا ہے محو جمال شمع

دیوانہ وار پہنچا ہے پروانہ بزم میں
فانوس میں چھپی ہے بسبب انفعال شمع

پروانہ کو ہوش ہے اگر وصل یار کی
اعظم سے سیکھ لیگا وہ طرز وصال شمع

ردیف غ

ردیف غ

اُنکے آنے سے دل ہوا ہے باغ
ورنہ قسمت کو لگ رہا تھا داغ

روغن زندگی ڈھایا تم نے
ورنہ قسمت کا گل ہوا تھا داغ

کیا اندھیرا تمام گھر میں تھا
بنگیا ہے جمالِ یار چراغ

روز و شب کا ٹھکانا میرا بنا
اُسنے گھر کار دیا جو اپنے سراغ

اپنے اعظم کو وہ دیا ہے عروج
عرش اعظم پہ چڑھ گیا ہے دماغ

ردیف ف

تیغ قاتل یکطرف اور چشم قاتل یکطرف
سینہ گھایل یکطرف اور خون سائل یکطرف

یا تڑپتے یکطرف اور دھڑ تڑپتا یکطرف
دم نکلتا یک طرف وہ شوخ قاتل یکطرف

شورِ عاشق یکطرف بے رحم قاتل یکطرف
شورِ طوفاں یکطرف اور سنگ ساحل یکطرف

فکر مرنے کی جو کرتا ہوں تو دل کہتا ہے یہ
عشاق بیدل یکطرف جلاد قاتل یکطرف

کہتے ہیں یہ بند بند۔ اعظم وداع ہونیکے وقت
سر یکطرف پا یکطرف جان یکطرف دل یکطرف

ردیف ق

الٰہی کوئی نہ ہو یار مبتلائے فراق
کہیں سے موت ہی آئے نہ ہو بلائے فراق

کدھر کو جاؤں کہوں کس سے حالِ دل اپنا
وہ کون ہے کہ جو دے داد یا جزائے فراق

مجھے تو ہجر کے غم نے جلا کے مارا ہے
الٰہی تو ہی کہیں سن کے دے سزائے فراق

کہاں فراق وہ کہاں میں کہاں یہ غم و الم
مجھ ہی کو کیا میری ماں نے جنا برائے فراق

کہیں ملے تو کروں ایکدم میں کام تمام
بکھیر بالوں کو لے لوں میں خوں بہائے فراق

تڑپنا لوٹنا رونا و گاہے خوش ہونا
سقر کی مار سے بدتر ہے گاہے گاہے فراق

جو داغ عشق دیا مجھکو تو نے اے پیارے
تو رات دن نہ کہوں کسطرح سے ہائے فراق
غریب عاجز و بیکس خراب اعظم نے
گذاری ہجر کے ایام کرکے ہائے فراق

فراقِ یار کا دیدہ ورقیب کو اعظم +
کہ خون ٹپکیگا آنکھوں سے کرتے ہائے فراق

ردیف ک

مرض غم کی تم شفا ہو غوثِ پاک
درد ہجراں کی دوا ہو غوثِ پاک
بن اجابت کے دعا پھرتی نہیں
بے شبہ حق کی رضا ہو غوثِ پاک
اُمّتِ عاصی کی ہو پشت پناہ
جانِ محبوبِ خدا ہو غوثِ پاک
کشتیٔ اُمت کو تو ہی پار کر
ہے گراں تم ناخدا ہو غوثِ پاک
دور ہو رنج و الم ہجر و فراق
عاشقوں کے مدعا ہو غوثِ پاک
ساری اُمت کا معطر ہے دماغ
باغِ احمد کی ہوا ہو غوثِ پاک
ساری اُمت پُر خطا ہے پُر قصور
بخشوا دو جو خطا ہو غوثِ پاک
ساری اُمت کی دعائیں ہوں قبول
تم تو ایک بابِ دعا ہو غوثِ پاک
ہادیٔ و رہبرِ شریعت آپ ہو
اور امام و پیشوا ہو غوثِ پاک
کیوں نہ ہوں پاک سب ترے مرید
جبکہ تم ہادی ہدا ہو غوثِ پاک
پرتوا تیرا دو عالم میں ہے پُر
نورِ احمد کی ضیا ہو غوثِ پاک

نامِ اعظم غوث الاعظم ہیں ملا
پھر نہ کیوں فضلِ خدا ہو غوثِ پاک

پہنچایا مجھے عشق نے اُس ہو کے مکاں تک
پہنچا نہ فرشتوں کا جہاں وہم گماں تک
ہرگز نہ مٹے نقش صنم صفحۂ دل سے
مٹ جائے مرا دہر سے گو نام و نشاں تک
ہر ہر رگ و ریشہ سے ہی جاری ہی کلمہ
تو پاک ہی تو پاک ہی قاصر ہے زباں تک

مجھ میں میری معشوق میں اک راز نہاں ہے
پہنچے کوئی کس طرح میرے عشق نہاں تک

عقدے دیئے سب کھول میرے دل کے انہوں نے
پر عقل یہ حیران ہے نہ حرف آیا زباں تک

ہونٹ اپنے ملے بھی نہیں گویا ہے زباں بند
پر گونج ہے نالہ کی زمیں اور زماں تک

الفت نہ کبھی دہر فنا سے ہو کم اعظم
پہنچا کے رہی گی یہ روش باغ جناں تک

دایم یہی کوشش ہے کہ زندہ ہوں جہاں تک
ایک بار پہنچ جاؤں میں اس جان جہاں تک

پی آج جو زاہد نے مے عشق غٹاغٹ
پہنچا ہے یہ کس طرح میرے پیر مغاں تک

صد بار قضا نے مجھے ڈھونڈا تو نہ پایا
کچھ ضعف سے پہنچا ہے میرا حال یہاں تک

مقتل میں تڑپتے رہے عشاق ہزاروں
کھنچتے ہوئی دیکھی نہ کبھی تیر و کماں تک

فرقت میں کسیکی جو جلا میرا کلیجا
یہ لعل بدخشاں ہے نہیں اسمیں دہواں تک

جھوٹا ترا وعدہ کبھی سچا نہیں ہوتا
تڑپے کوئی فرقت میں شب و روز کہاں تک

شدت تپ فرقت سے بڑھا ضعف یہاں تک
شکوہ کبھی آیا نہ میرے دل سے زباں تک

اے باد سحر کھول دے غنچہ میرے دلکا
سربستہ یہ غنچہ رہے اعظم کا کہاں تک

تصور سے کروں دل شاد کب تک
کرو گے گھر میرا آباد کب تک

میرا کاشانہ کر رشک گلستاں
تغافل او ستم ایجاد کب تک

پھروں بتخانہ او دیر و حرم میں
بگولہ کی طرح برباد کب تک

تمہاری یاد ہے یادِ الٰہی
نہ ملنے سے رہوں ناشاد کب تک

نئی بیداد ہو ایجاد کرتے
یہ ہر دم کی نئی ایجاد کب تک

یہ گریہ موم کر دیتا ہے دلکو
رہے گا دل ترا فولاد کب تک

فقط اک دل تھا وہ بھی لے چکے ہو
نئے طوروں سے یہ بیداد کب تک

مدینہ میں بلالو ہند سے اب
کرونگا رات دن فریاد کب تک
اجل آ آ کے پھر جاتی ہے آکر
خدا جانے میری ہو یاد کب تک
یہاں تک ذکر کو ذاکر نہ رہوے
بنا ندکور تو پھر یاد کب تک
کبھی تو روضۂ اقدس دکھا دو
رہیگا ہند میں آباد کب تک
یہ اعظم ہے تمہارا ایک ادنےٰ
بتاؤ تو کروگے شاد کب تک

ردیف گ

دست و فدا و پا فدا عضو صدر الگ الگ
بند قبا جدا جدا تا بہ کمر الگ الگ
میں ہوں فدائے روئے یار بلکہ ہیں اور بہی بہت
دیدہ و دل جدا جدا جان و جگر الگ الگ
میں ہی فدا ہوا تو کیا اُسکے ہیں صدقہ اور بہی
زہرہ فدا جدا ہوئی شمس و قمر الگ الگ
باغوں میں جا کے دیکھ لو سبزہ و لالہ ہر فدا
سنبل و گل جدا جدا برگ و شجر الگ الگ
اعظم تفتہ نیم جاں اُسپر فدا ہی بیگماں
حور و پری جدا جدا جن و بشر الگ الگ

ردیف ل

نہیں بھید دلکا چھپانیکے قابل
یہ رازِ دلی ہے جتانے کے قابل
تو رکھ پاس انفاس کا پاس ہر دم
یہ ہمدم نہیں دم چرانیکے قابل
تو کر دل کو بیدار ذکر جلی سے
یہ مہماں نہیں ہے سُلانیکے قابل
غمِ ذکر مولا تو کھایا کیا کر
غمِ ذکر مولا ہے کھانیکے قابل
در پاک احمد پہ اعظم چلو ہی
یہ دنیا نہیں دل لگانیکے قابل
نہیں غیر در سر جھکانے کے قابل
یہ سر ہے اُسی آستانہ کے قابل
مسیحائی لازم تجھہ ہی کو ہے صابر
یہ مردہ ہے تیرے جلانے کے قابل

ترا آستانہ ہی بیت الحرم ہے
یہ سر ہے ترے آستانہ کے قابل
لگاتے تہی دل اُس بتِ مہ لقانے
نہ رکھا تجھیں آنے جانیکے قابل

قیامت میں یارب مجھے بخش دیجو
یہ اعظم نہیں منہ دکھانیکے قابل

نہیں اپنا دل دل لگانیکے قابل
ہے پردہ دوئی کا اُٹھانیکے قابل
رکھو شغل لیسے کا ہر دم پیارے
ہے آتش وجودی جلانیکے قابل
ہمیں فکر ہو کیوں نہ تنزیہ ہر دم
اشارہ یہی ہے بتانے کے قابل
رکھو شغل ہر وقت ذاتِ محبت کا
ہے یہ فکر ہر دم جمانے کے قابل
درِ غیر پر کیوں جھکاتا ہے سر کو
یہ سر ہے اُسی آستانہ کے قابل

تصور میں مرشد کے کہتا ہے اعظم
ہے یہ ولولہ سر اُٹھانیکے قابل

ردیف میم

لطف جو پاتے ہیں ہر دم ساغرِ وحدت سے ہم
مست اور مدہوش ہیں کس کی مئے اُلفت سے ہم
صانعِ قدرت نے ڈھالا اُنکو پتلا نور کا
ہو گئے حیران و ششدر صانعِ قدرت سے ہم
لے ہی پہنچیگا درِ صابر پر اپنا ذوق و شوق
عمر اپنی کو بسر کرتے ہیں کیفیت سے ہم
خاکِ کلیر کو شرف ہی جنت الماوا پہ جب
کس لئے راحت طلب ہوں گلشنِ جنت سے ہم
دل ہی دلمیں لطف آتا ہے خیالِ یار کا
ہو گئے سیراب اب دیدار کے شربت سے ہم
جلوۂ جانانِ وحدت کے ہوے جب ہم اسیر
ہو گئے آزاد مطلق ہر قمر طلعت سے ہم
کلمۂ طیب زباں پر گاہ گہہ لب پر درود
آخرت میں جائیں گے اس شان و شوکت سے ہم
حکم جب آیا پیمبر کو برائے امر و نہ
ہو گئے تائب تب ہی سے حکم کی دہشت سے ہم
خود خدا نے کی زباں امیر کو گویائی عطا
اسم اعظم ورد کرتے ہیں اُسی برکت سے ہم

گھر سے باہر نکلے ہیں جو آج اس وقت سے ہم
دیکھئے نکلینگے کب اس وادیِ غربت سے ہم

بیخودی نے آکے جب سے دلمیں اپنا گھر کیا
کردیا آزاد ہمکو بچ گئے وحشت سے ہم

گریہ و نالہ کہانتک اس جنوں میں ہم کریں
بحرِ الفت میں بہے جب مثلِ خس فرقت سے ہم

طالع زور آور ہمارا ہے تو بیشک بے شبہ
پہنچ ہی جاوینگے ایکدن آپ تک قسمت سے ہم

جب بفیضانِ محبت سے تغافل میں رہو
ہاتھ اپنے دھو چکے اب جانکی صحت سے ہم

کیا ستم تمنے کیا ہمکو وفا کی تھی امید
دیکھتے ہر وقت ہیں افسوس اور حسرت سے ہم

دامنِ اعدا جو آیا ہاتھ اسکو تھام لو
چاک پھر کرتے رہیں گے ٹھہر کر پھر فرصت سے ہم

اعظم بیتاب کا کس طرح حال دل کہیں +
اس جگہ پر گونگ ہیں جب آپکی عظمت سے ہم

بیک نظارۂ جاناں فدا ہی جان و تن و من ہم
فلک ہم زہرہ ہم خورشید مہ گردانِ روشن ہم

تصدق اپنے جاناں پر کہ جسکے نور میں دیکھے
قطب ہم غوث ہم ابدال ہم شہ زور رہزن ہم

فنا میں دیکھا عالم کو نہیں دم بھر بھروسہ ہے
خزاں ہم خار ہم خس ہم خس و خاشاک گلخن ہم

چہکتی بلبلیں گل پر نہیں بیکار گلشن میں
چمن ہم باغ ہم گلزار ہم گلچین و گلشن ہم

ہمیں سے ہے تماشائے جہاں اور ہم تماشائی
جواں ہم پیر ہم نادان ہم ہم مرد ہم زن ہم

شکایت کچھ نہیں بندہ جو حق ہی کچھ نہ پوشیدہ
ہیں اپنے آپ باطن ہم اور اپنے آپ باتن ہم

غزل تونے کہی ہے خوب اے اعظم مبارک ہو
رباعی ہم غزل ہم شعر ہم مضمون احسن ہم

ز عشقت بیقرارم با کہ گویم
ز ہجرت حال زارم با کہ گویم

ندارم جز لقایت ہیچ چیزے
بحسنت ساز گارم با کہ گویم

بجز ابہم شو خدارا جلوہ آرا +
پریشاں روز گارم با کہ گویم

نہ دل دارم نہ جاں دارم نہ تن ہم
ہمیں یکسر کہ دارم با کہ گویم

نہاں ہم گر عیاں ہم روبرویم
زخجلت شرم سارم باکہ گویم
خدایم سایہ ات بادہ دوامی +
بجز تو خوار خوارم باکہ گویم
خوشا صورت کہ باشد روبرویم
زحیرت شرم سارم باکہ گویم
اجازت گر دہی محفل سماع را
مریدم جاں نثارم باکہ گویم
بہ وحدت ہر چہ گویم وحدت نہ
بہ وحدت کامگارم باکہ گویم

حکیم اعظم ہدایت اے نگارے
نگارا داغ دارم باکہ گویم

ردیف ن

ہے کیف جو کچھ قبل فنا مجکو فنا میں
وہ لطف کہاں خضر کو ہی آب بقا میں
آنے کی خبر سُن کے ہوئی ایسی کچھ حالت
پھولا نہ سمایا تن زار اپنی قبا میں
آنکھوں سے وہ دیکھی ہی بہار ور جاناں
فرحت نہ ملیگی کبھی جنت کی فضا میں
آئے بھی عیادت کو جو وہ غیر کے ہمراہ
کیا پاس وفا ہی کہ جفا بھی ہی وفا میں
حوروں نے تری آنکھ کی چتون کو جو دیکھا
حیران ہوئیں ڈوب گئیں شرم و حیا میں

پریوں کے اُڑے ہوش تری دیکھ کے آنکھیں
تاثیر ہے اعظم کی نگہ ہوش رُبا میں +

جان اور بلا میں ہے تو تن اور بلا میں
دل اور ہوا میں ہے جگر اور ہوا میں
زندہ ہوئے جن اور بشر جب کہ کہا قم
اعجاز ہی عیسے سے سوا اُنکی دعا میں
عاشق کا تو ہے زلف میں پھنسا ہی رہتا
آزاد جو ہیں وہ ہیں گرفتار بلا میں
کیونکر نہ فدا جان کرے بلبل شیدا +
پیدا ہی شمیم اُس گل رعنا کی ضیا میں
عاشق کا کلیجہ کبھی ٹھنڈا نہیں ہوتا
شربت بھی اگر گھولکے دو آب بقا میں
وہ چال تبھونکی ہی کہ پامال جہاں ہو
تاثیر خداداد ہی نقش کف پا میں

جاں اپنی فدا کر دے محمد پہ تو اعظم
اُسکو ہے بقا جو کہ ہے اس بحر فنا میں

نہیں کچھ حال کھلتا ہے میں کیا ہوں اور کیسا ہوں
نہیں معلوم دانا ہوں نہیں معلوم نادانا ہوں

عیادت کے لئے آتے ہو تو آجاؤ جلدی سے
وگرنہ میں ہی جاں اپنی غم فرقت میں کھوتا ہوں

مقام عشق کی نیرنگیوں نے رنگ دکھلایا
خدا کی بندگی کرتا ہوں ازل سے تیرا شیدا ہوں

نہیں دل میں جگہ میرے کسی گلرو کی اے جاناں
میں جاناں تیرا عاشق ہوں میں جاناں تجھ پہ مرتا ہوں

بنی ہیں نرگسی آنکھیں ضیاء برق جاناں سے
نظر آتا نہیں مجھکو میں اپنا آپ پردا ہوں

ہجوم شوق نے بدلا ہے میرا ملت و مذہب
ملوں کیونکر نہیں سب سے میں خود ہی اُسکا میلا ہوں

بنایا مرے مرشد کے تصور نے مجھے یکتا
میں خود خواجہ کی صورت ہوں یا صابر کا نقشا ہوں

بخشیں وہ مجھکو صحن بارگاہ شاہ کلیر میں
کھڑا اس روضہ کو تکتا ہوں میں محو روئے زیبا ہوں

بنا بدمست جاناں چشم مست مے گوں سے میں کچھ ایسا
شراب صاف ہی میں ساغر نرگس سے پیتا ہوں

بسا اعظم کی آنکھوں میں جو جلوہ حسن صابر کا
تو بولی آنکھ کی پتلی میں انوار و تجلا ہوں

جہنم کا مجھے کیا ڈر میں سوز غم میں جلتا ہوں
مجھے کیا کام جنت سے میں جاناں تیرا شیدا ہوں

تری باتیں سنے واعظ جسے جنت کی خواہش ہو
مجھے کیا کام جنت سے کیکا میں تو شیدا ہوں

نہیں مجھ میں ذرا طاقت فقط اک دم شماری ہے
بایں امید جیتا ہوں کہ دم جاناں کا بھرتا ہوں

میں عاشق ہی خود اپنا ہوں ازل سے عشق اپنا ہے
فنا ہونگا تو اپنے میں پھر اپنے آپ جیتا ہوں

وہ بولے دیکھ کر آنکھوں میں میرے حسن پیکر کو
میں اس آنکھوں پہ مرتا ہوں میں اس پیکر کا فدا ہوں

نہ لے میرے قدم وحشت تو دشت پاک کلیر میں
میں اس صورت کا شیدا ہوں میں اس قدموں پہ مرتا ہوں

تمام عالم میں یہ شہرہ ہے کہ اعظم اُسپر مرتا ہے
میں اس اللہ کہاں صاحب جاں اُسپر کہ مرتا ہوں

ڈروں کیوں نارِ دوزخ سے میں نارِ غم میں ہوں غلطاں
مجھے کیا کام جنت سے میں خلدِ دل میں بستا ہوں
کوئی شیدا ہے لیلیٰ پر کوئی شیریں و عذرا پر
میں اپنا آپ عاشق ہوں میں اپنا آپ شیدا ہوں
میری آنکھوں میں اپنا عکس پرکھ کر بولے
بلا شک مہر طلعت ہوں مقرر ماہ سیما ہوں
شبِ عشرت نقاب اُلٹی تو بولا خاطرِ مضطر
میں اس صورت پہ مرتا ہوں پری پیکر کا شیدا ہوں

نہ کیوں ہوں نغمہ زائے غم ہوں مطرب عشق کا اعظم
نہ کیوں معبودِ اُلفت ہوں در صابر کا بندہ ہوں

تمہارا ہوں بلا ہیچ مجھ میں بے سہارا ہوں
تمہارا ہوں تمہارا ہوں تمہارا ہوں تمہارا ہوں
میری آنکھوں میں جلوہ حسنِ احمد کا سمایا ہے
کبھی میں خود تماشائی کبھی میں خود تماشا ہوں
خدا کے واسطے جاناں خبر جلدی سے لے لینا
تمہاری ہی پہ شیدا ہوں تمہاری ہی پہ مرتا ہوں
حیات و موت کی ہے سحر سازی فرقت شب میں
کبھی دم بھر میں مرتا ہوں کبھی دم بھر میں جیتا ہوں
تجلی طور کی ہر طور طورِ دل پہ پڑتی ہے
فقیر صابری ہوں مست صہبائے تجلی ہوں
عجب کثرت تماشہ گاہ اور نیرنگ قدرت ہے
تماشا تو عجب یہ ہے کہ نیرنگی تماشا ہوں
میں ایسا بھی نہیں ساقی کہ یوں بدمست ہو جاؤں
شرابِ شوق پیتا ہوں لے ہوشیار پھرتا ہوں
ہے عرش پاک دل میرا برنگ ثم وجہ اللہ
میں دل سے رو بہ عقبیٰ ہوں اگرچہ رو بہ دنیا ہوں

نہیں رہتی تری حالت کبھی ایک حال پہ اعظم
کبھی کہتا ہے قطرہ ہوں کبھی کہتا ہے دریا ہوں

دل میرا ہے مضبوط ہر ایک جور جفا میں
ہے بندۂ اعظم سرِ تسلیم و رضا میں
وہ ناز وہ انداز وہ غمزہ ہے جو تجھ میں
یہ بات میسر نہیں پریوں کی ادا میں
آسان نہیں منزل محبوب میں چلنا
یہ راہ وہ ہے پڑتے ہیں چھالے کفِ پا میں
وہ گل مجھے گلزارِ ارم میں ملے یارو
کرتا ہوں مناجات میں درگاہِ خدا میں
کیا چال تمہاری ہے قیامت کا نمونہ
عالم تہ و بالا کیا ایک لغزشِ پا میں

جنبش

وہ دلمیں سمائی ہے ہوائے در جاناں
رضواں کو جو ممکن نہیں جنت کی ہوا میں
میں جس سے ملا کرتا ہوں اپنا سا اُسے میں
یہ رنگ ہے دلمیں میرے یا برگ حنا میں
جو چاہیں سزا دیں کہ گنہگار ہے اُن کا
مٹھی میں ہے وہ چور جو تھا برگ حنا میں
وہ دلمیں تپ عشق کی بھڑکی ہے حرارت
سوکھا نہ پسینا کبھی جاڑے کی ہوا میں

وعدہ جو کیا اس نے ملاقات کا اعظم
جیتا ہوں اسیواسطے اُمید وفا میں

نہاں ہیں جلوہ معنی اگر نیرنگ قدرت میں
عیاں ہر شان یزدانی ہے تو بھی خوب صورت میں
لب شیریں جاناں کی حلاوت پوچھتے کیا ہو
نہ لذت ہے وہ شربت میں نہ شربت کی حلاوت میں
سمایا میری آنکھوں میں تماشا جب سے خوباں کا
ہمیشہ قلب میرا غوطہ زن ہے بحر حیرت میں
تصور طاق ابرو کا میری آنکھوں میں رہتا ہے
صلوٰۃ العشق پڑھتا ہوں کھڑا بیت العبادت میں
سنہری رنگ رخ اُنکا یہاں ہے زعفرانی رنگت
وہاں وہ رنگ عشرت میں یہاں رنگ فرقت میں
کھنچا ہے میری آنکھوں میں وہ نقشہ تیری صورت کا
کہ ہے ہر پیکر ہستی کا نقشہ تیری صورت میں
مجھے عریانی تن کا ہے غافل کس لئے دھڑکا
یہ جوڑہ قدرتی آیا ہے تیرے ساتھ خلقت میں
ملک جن و بشر آتے ہیں روضہ پر ترے صابر
ہے تیرے فیض کا ایک بحر جاری بزم کثرت میں
ہزاروں کوس سے کلیر جو آتے ہیں زیارت کو
خدا نے بھر دیئے ہیں صبر کے انوار تربت میں
ہے پتلی تری آنکھوں کی ہے قبلہ نور وحدت کا
چھپا ہے آب حیواں دیکھ لو یہ عین ظلمت میں
رسول حق نما کا قول جب الفقر و فخری ہے
تو کیوں نعرہ نہ ماریں فخر کے ہم کاخ دولت میں
ہمارے دلمیں کلمہ ہے گناہ ہیں کس حقیقت میں
رہا کرتے ہیں رات اور دن اُسیکی ہی حفاظت میں

ترے دلمیں جو ہے اعظم یہ داغ اُلفت صابر
برنگ شمع ہوگا جلوہ زا پہلوے تربت میں

مجھے خلوت ہی حاصل ہے و رتبہ ایوان جلوت میں
تماشا دیکھتا رہتا ہوں میں کثرت کا وحدت میں

یہ کب تھا چلبلاپن تم ہی کہہ دو انکی عادت میں
ٹپکتی ہے شرارت جیسی ہر حرفِ شکایت میں

یہ دولت علم کی وہ ہے کہ ہرگز کم نہیں ہوتی
کرو جی چاہے جتنا صرف اسکو ملک و ملت میں

مجھے تر دامنی کے پردہ پوشی کی ہو کیوں پروا
کہ ہر دم غوطہ زن عصیاں ہیں میرے بحرِ رحمت میں

سمایا اسمیں جلوہ ہے خدا کی شانِ وحدت کا
بہ رنگِ فرش ہیں یہ چرخ و زمیں اس دل کی وسعت میں

پسند گر آ گیا ہے دل تو اسکو نذر میں لے لو
یہ ایسا مال ہی کیا ہے جو ہو تکرار قیمت میں

تصور نے تری تصویر کے بے خود کیا ایسا
میں حیراں ہوں کہ سکتے میں ہوں یا نیرنگِ حیرت میں

ہمارے دل پہ حبِّ معرفت کا حسنِ محکم ہے
لطیفے سارے رہتے ہیں اسیکی ہی حمایت میں

میں اپنے آبلہ پا کو وقفِ خار کر دوں گا
الٰہی گر لکھا ہے جوشِ وحشت میری قسمت میں

حیاتِ چند روزہ جب ہے دستِ موت میں اعظم
نہ کیوں سجدہ کریں اخلاص سے محرابِ طاعت میں

محمد جب شفیع اپنے ہوئے روزِ قیامت میں
خطر پھر کیوں رہے ہمکو گناہوں کی شفاعت میں

وہاں منہ پر شکایت ہے یہاں لب پر دعائیں ہیں
میری الفت کو دیکھو تم ذرا اپنی عداوت میں

تری تصویر کی صورت میری آنکھوں کی پتلی ہے
نہ کیوں آنکھیں کھولوں پھر نہ ہر دم بزمِ عزلت میں

ہجومِ یاس و ناکامی کا کیوں سر پہ نہ ہو سہرہ
وہ رخصت مجھ سے ہوتے ہیں دم میرا ہے رخصت میں

زبان کو روک لے اعظم زیادہ گو نہیں اچھا
کہیں ویسا نہ ہو شاید کہ حرف آئے محبت میں

غریقِ بحرِ رحمت حضرتِ خواجہ ہوں یا اللہ
کہ رہتے ہیں کمر بستہ وہ اعظم کی حمایت میں

جمالِ مصطفیٰ کو دیکھتا ہوں جلوۂ وحدت میں
اسی باعث سے جلوے عرش کے ہیں میری تربت میں

ہجومِ عالم کا روضہ پہ مری ہوگا پسِ مرگ
ملایک بھر رہے ہیں نورِ وحدت میری تربت میں

ملک جن و بشر آتے ہیں روضہ پر تیری صاحب
ترا فیض جاری ہے نہ کم ہوگا حقیقت میں

تری تصویر اے جاناں منقش ہے میرے دل میں
میں بیٹھا گو ہوں کثرت میں مگر دل ہے یہ خلوت میں

بن کلمہ محبت کا پڑھتا ہوں کھڑا محراب کعبہ میں
قدم دوزخ میں ہے بایاں داہنا ہے میرا جنت میں

وظیفہ نام صابر کا تری لب پہ ہے اعظم +
تیرا حامی وہ مولا ہے گناہ ہیں کس حقیقت میں

زخم دل ہم اُس ستمگر کو دکھا سکتے نہیں
آپ جا سکتے نہیں اُسکو بلا سکتے نہیں

ماہی بے آب ہے سیماب سا ہے بیقرار
پر دلِ مضطر کی بے چینی دکھا سکتے نہیں

چشم گریاں سینہ بریاں دل پریشاں کیا کروں
ایسی بے رونق جگہ اُسکو بلا سکتے نہیں

ناتوانی نے ہمیں کمزور ایسا کر دیا -
ضعف سے ہم بارِ کوہِ غم اُٹھا سکتے نہیں

رعب حسن یار کچھ کہنے نہیں دیتا ہمیں
ہائے اپنا حالِ دل اُسکو سنا سکتے نہیں

سرمہ کی مانند چشم یار میں ہے جا میری
اُنکی نظروں سے مجھے دشمن گرا سکتے نہیں

زاہدِ خشک پہ ہی انجام سے ہیں بیخبر
راہِ حق کی وہ ہمیں ہرگز بتا سکتے نہیں

اُنکی محفل میں ہوا کرتا ہے غیروں کا ہجوم
ہمکو وہ بیباک پاس اپنے بٹھا سکتے نہیں

بات کرنیکو زباں دی کان سننے کو دیئے
اُسکے احسان اپنے دل سے ہم بھلا سکتے نہیں

فرض جب اُنپر شفاعت ہم گنہگاروں کی ہے
وہ قیامت میں ہمیں اُس سے بھلا سکتے نہیں

اعظم خستہ جگر بیتابیاں کس سے کہے +
بات کا بھی بوجھ کان اُنکے اُٹھا سکتے نہیں

بلانے کا بھی اُسکے یارا نہیں
مرا ایسے ملے بھی گذارہ نہیں +

کرے حمد باری قلم کیا مجال +
زبان قلم کو یہ یارا نہیں +

مجھے دیکھ سمٹی اُبھارا یہ تھا
ابھی ہمنے جوبن اُبھارا نہیں

رقیبوں سے ہر وقت صحبت رہے
مگر مجھ سے ملنا گوارہ نہیں

کچلتے مسلتے رگڑتے ہو دل
یہ دل ہے کوئی سنگ خارا نہیں

کئے جو ستم اُس نے میں نے سہے
یہ میرا ہی دل تھا کہ ہارا نہیں

میرا ہی تو دل لو مجھہ ہی سے کہو ÷
تمہارا نہیں ہے تمہارا نہیں ÷
مے عشق سے میں وہ سرشار ہوں
کہ ترشی سے جس کا اوتارا نہیں
یہ کہتا ہے واعظ نہ پینا شراب
یہاں بے پیے بھی گذارا نہیں
جو صورت دکھاوو تو احسان ہے
وگرنا ہمارا اجارہ نہیں ÷
صفیں لاکھوں مقتل میں گھائل ہوئیں
کنکھیوں سے دیکھا تھا مارا نہیں
قیامت میں اس بت سے کہدونگا میں
ترے بن کسیکا سہارا نہیں ÷
عجب کرگئی کام تیغ نگاہ
پھڑکتا ہی چھوڑا ہے مارا نہیں
مضامین دل کے جو چاہو لکھو
زمین سخن پر اجارہ نہیں

بس اعظم تری شاعر شعاری دیکھ لی
زمین سخن پہ اجارہ نہیں

حسرتوں کے ہیں یہ آبلے کاسہ ہاے سر نہیں
یاس ہے بر میں۔ سوا اسکے کوئی دلبر نہیں
آج وہ نیرنگ خوبی۔ ہاے اپنے گھر نہیں
پردۂ ناموس غم کا کوئی پردہ در نہیں
کوئی اختر آب چمکتا ہے اُسکے رو برو
ہے پدم اُسکے چمکتا پاؤں میں اختر نہیں
ایک ہی چشم زدن میں کردیے لاکھوں حلال
تیغ براں آنکھہ ہے اُسکی کوئی خنجر نہیں
ایک جان ناتواں تھی وہ بھی تمکو دیچکا
آپ سے اے مہرباں یہ باوفا باہر نہیں
وہ ستم و جور جو چاہیں کریں ہمپر مدام
یاس و حرماں ہو۔ ہمارا وہ دل مضطر نہیں
ہے عنایت اُس خدا کی اُسنے جو چاہا دیا
اُسکے انعاموں کے لایق اپنی یہ چادر نہیں
جیسی ابرو اور آنکھیں اُنکی رکھتی کاٹ ہیں
کاٹ میں اُسکی برابر تیغ یا خنجر نہیں
دیکھیے تو معجزہ چشم نگاہ یار کا
کاٹ ڈالا سر سے پا تک پھر بھی دو پیکر نہیں
کس بھروسہ پہ بلاؤں شاہد گلفام کو
مے نہیں شیشہ نہیں ساقی نہیں ساغر نہیں
دل دیا اور جان دی ایمان اپنا دے دیا
کیا کروں افسوس اسپر بھی اُنہیں باور نہیں

کیا کوئی اسباب دولت جمع کرکے ہو امیر
دار فانی ایک سرا ہے یہ کسیکا گہر نہیں

اوسکے در کی جبہہ سائی کا جو ہے داغ جبیں
ایسا تاباں روز محشر طالع نور نہیں

دہکیا تیغ نگہہ نے کی آب دنیا اور کو
سر فدا کرنیکو ہے رکھتے چہپا کر سر نہیں

دل میرا ایک آئینہ ہے جسمیں ہے دنیا کی سیر
ضرب لا سے صاف ہوگا یہ کوئی پتھر نہیں

اے شفیع روز محشر اے حبیب کبریا
المدد فی کل حال تم سوا رہبر نہیں

دست الفت نے بہت ڈہونڈہا نہ ہاتھ آئی کمر
ہے وہ ایک تار نظر سی جا بجا ہر منظر نہیں

نظر

جہومتے پہرتے ہیں کیا کیا مست صہبائے لقا
چشم مے گوں کے سوا اُنکا کوئی ساغر نہیں

جو صفاتیں ہیں جہاں میں اُسکا یہ اعظم بنا
یہ وہ خوبی ہے کہ اس خوبی سے کچھہ بہتر نہیں

کہلی ہے شان یزدانی بتونکی اچھی صورت میں
وہی ہے ذات لاثانی بتونکی اچھی صورت میں

جو جلوہ نور ازلی تھا وہی ہوگا ابد میں بہی
عیاں ہے جلوہ معنی بتونکی اچھی صورت میں

وہی پیدا وہی پنہاں وہی ظاہر وہی باطن
وہی ہے رمز صمدانی بتونکی اچھی صورت میں

نہ ہوتا عشق اگر پیدا نہ ہوتے یہ حسین پیدا
کہلے اسرار ربانی بتونکی اچھی صورت میں

نہ ہوتا نور گر پیدا نہ ہوتے یہ کبہی ہرگز
عیاں ہے نور وحدانی بتونکی اچھی صورت میں

خدا نے جب کیا پیدا محمدؐ کو زمانہ میں
کھلی تب شان نورانی بتونکی اچھی صورت میں

خدا خود ہی ہوا شیدا رخ احمد کے جلوہ پر
نہاں صلوٰۃ ہے یعنے بتونکی اچھی صورت میں

خدا نے نور احدیت رکھا نور محمد میں
وہی ہے ذات وحدانی بتونکی اچھی صورت میں

ہوا ہے شیخ کیوں ہمراہ تو اپنی راہ لے سیدہی
ملیگی سخت حیرانی بتونکی اچھی صورت میں

یہ حصہ رند اعظم ملیگا کب تجہے زاہد
ہے لطف نور سبحانی بتونکی اچھی صورت میں

منظور نظر حضرت جاناں نہ ہوا ہوں !
بس ایک نگہہ ناز کا مستانہ ہوا ہوں

مستانہ ہوا یا کہ میں دیوانہ ہوا ہوں
ان ہاتوں سے کیا عاشق جانانہ ہوا ہوں
ہو کر جو ہوا خاک کمہاروں کے لگا ہاتھ
صد شکر کہ اس لب کا میں پیمانہ ہوا ہوں
دل میں جو ہے معشوق حقیقی کی گذرگاہ
اسواسطے میں مالک کل خانہ ہوا ہوں
اللہ کا گھر سینہ ہر ایک جا ہے سنا ہے
مسجد سے نکل ساکن بتخانہ ہوا ہوں
اس بحر حقیقی کی صدف میں جو پلا ہوں
صحبت سے میں اس کان کے دردانہ ہوا ہوں
اعظم کی طرح عشق میں جلنا تھا مجھے بھی
اسواسطے اس شمع پہ پروانہ ہوا ہوں

خدا سے صدا یہ دعا چاہتا ہوں
فنا ہو چکی اب بقا چاہتا ہوں
تو بے انتہا عشق دے اپنا یا رب
میرا حوصلہ دیکھ کیا چاہتا ہوں
ذرا سا تو دل ہے مگر دیکھو وسعت
خدا کا خزانہ لیا چاہتا ہوں
خدا نے کیا تجکو ہے ہم احمد
بنا اُمتی میں بنا چاہتا ہوں
شہنشاہوں کا شاہ اعظم ہے شاہا
میں بندہ ہی تیرا بنا چاہتا ہوں

اگر تو ملے میں ملا چاہتا ہوں
نہیں تو فنا ہی ہوا چاہتا ہوں
ابھی گر نہ آئے تو کب آؤ گے تم
دم آخری ہوں مرا چاہتا ہوں
سنبھالو مجھے دیکھو پچتاؤ گے تم
لب بام سے اب گرا چاہتا ہوں
دم آخری میں تو تشریف لاؤ
حیات ابد کی عطا چاہتا ہوں
نہ یہ چاہتا ہوں نہ وہ چاہتا ہوں
خوشی دل سے جو ہو عطا چاہتا ہوں
جو دکھلاؤ صورت تو یہ ہو کرامت
میں مُردہ ہوں زندہ ہوا چاہتا ہوں
مری زندگی روبرو تیرے مرنا
جھلک دیکھکر میں مرا چاہتا ہوں
خدا نے بنایا تجھے غوث الاعظم
ترا فیض اس سے لیا چاہتا ہوں

خدا صبر دے تو لیا چاہتا ہوں
وگرنہ میں مردہ ہوا چاہتا ہوں
یہ ہے ماہ قرباں تو کر مجکو قرباں
ترے صدقہ قرباں ہوا چاہتا ہوں
میری جان پائمال کر غم نہیں ہے
مثالِ حنا کی پسا چاہتا ہوں
ادائیں ڈرائیں تو کچھ ڈر نہیں ہے
ڈرائی سے میں کیا ڈرا چاہتا ہوں
میری زندگی روبرو تیرے مرنا
جھلک دیکھ لوں پھر مرا چاہتا ہوں
چلو اٹھ کے بیدر کو در در ہی ڈھونڈوں
کہیں تو ملیگا ملا چاہتا ہوں
رکھا حشر پر وعدۂ وصل اپنا
تو پھر صبر کی انتہا چاہتا ہوں
جو لینا ہے لیلو ابھی اہلِ محفل
چراغ صحر ہوں بجھا چاہتا ہوں
قسم ہے بگولے تجھے سرو قد کی
تو لے چل مدینہ چلا چاہتا ہوں

رسائی کہاں بندہ اعظم کی یارب
ترا فضل ہو تو ملا چاہتا ہوں

ردیف واؤ

تم ذرا آکے سنبھالو عاشق دلگیر کو
وہ نگاہِ ناز کے کھائے ہوئے ہے تیر کو
لاش پر لاشیں گرینگی عاشقوں کی دیکھنا
صحن مقتل میں اگر وہ کھینچ لے شمشیر کو
وہ محبت کو چھپاتے ہیں کہ یہ ظاہر نہو
کرتے ہیں بدنام میرے نالۂ شبگیر کو
چاند سے مکھڑے کو دیکھا ہے فلک پر خواب میں
ہو زیارت کا تفاخر خواب کی تعبیر کو
ان بتانِ سنگدل کو کچھ اثر ہوتا نہیں
تو عبث کیوں کھینچتا ہے نالۂ شبگیر کو
جو چڑھا ہے زور پر وہ ہی گرا ہے سر کے بل
سر کے بل گرتے ہوئے دیکھا ہے مینے تیر کو
جب کلام اللہ سمجھتے ہیں کلامِ احمدی
قولِ پیغمبر سمجھتا ہوں میں قول پیر کو
اُن سے کہدو میرے دلمیں آکے اپنا گھر کریں
لا کے ضربوں سے کیا ہے صاف اس تعمیر کو
اُسکی حجت عاشقوں سے ہو نہیں سکتی جدا
تابع فرماں بنایا ہے میری تقدیر کو

درد کی خاطر بنا ہے دل میرا اے دوستو
درد کو اُٹھو لیگا درد ہی تعبیر کو

نہ تھے اُمتِ احمد میں اعظم کردیا پیدا مجھے
کیا ہی مولی نے بنایا ہے میری تقدیر کو

کہے گا کس طرح غنچہ سخن کو
مقفل کردیا اُسکے دہن کو
لگی کہنے یہ سنبل یاسمن سے
کہ چھوڑو باغکو چلدو وطن کو
نہیں عزت ہماری اس چمن میں
بڑے ہے عزت جو چھوڑینگے وطن کو
سفر میں قید ہو زخمی جگر ہو
کرے وہ کیوں نہ یاد اپنے وطن کو
بنانا اور بڑھانا پھر مٹانا ۱۰
یہی آتا ہے اِس چرخ کہن کو
الٰہی خاتمہ بالخیر کردے
لئے ہوں بار عصیاں کے محن کو
ادائے صابری ہیں سب نرالی
خدا قایم رکھے اس بانکپن کو
دعا میری نہ رد کیجیو الٰہی
میرا حامی تو کر شاہ زمن کو

کیا صابر نے بیڑا پار اعظم
چلا دوزخ سے میں باغ عدن کو

خدا کی یاد کا پانی دے کشت نوجوانی کو
غنیمت جان دنیا میں تو اپنی زندگانی کو
وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
اُسیکی یاد کر ہر دم جو چاہی جاودانی کو
تہی کر ادا دل سے تو رو بیٹھکر سارے دن
نہ کچھ آفت بلا آوی لئے رہ شادمانی کو
خدا نے کیا پیدا ہمیں دین محمدؐ میں
بھلا دیں کس طرح تیری اس مہربانی کو
دو عالم کے ہو سرچشمے یہ دو میم محمدؐ میں
بھلا سمجھے کوئی کیونکر خدا کی نقطہ دانی کو
امیروں کو ہے امرائی فقیروں کو ہے فقرائی
علاؤ الدین سے رتبہ ملا ہے کامرانی کو
نہیں پردہ کوئی آنکھ نہ تیری جو نہ دیکھے تو
جو دیکھے گا تو پائیگا سبھی راز نہانی کو
نگارستاں رہے پھر جب سدا رہوے نظر تیری
تو پھر ہرگز نہ ڈھونڈھیگا کبھی اس دار فانی کو

دو عالم کے ذخیرے سب ہیں موجود ہیں سارے
ترے دلمیں خزانے ہیں نہ کھونا پاسبانی کو

فنا ہر لحظہ رہتی ہے کھڑی سر پر ترے اعظم
تو چل دربار صابر میں بھلا کے علم دانی کو

جن ہاتھوں میں ہووے کاٹھ کی تسبیح ورد اسما تہ اسکی نور محمد
سرمد سرمد کہنا خامی ہے اور احمد نامی کامی ہے
جب شان احد آئی اسمیں اور حسن جمال محاسن پائی اسمیں
اول صابر شان عالی ہو اسپر ذات شہ والی ہو
جب نور رہے وہ نور احد پھر تسبیح ہر رگ سرمد ہو
سالک عاقل کامل ہو کامل سالک داخل انحد ہو
جب سنے وہ معنی قرآن تب پڑھنے کے لائق ابجد ہو
جب ذات بنے وہ ذات احد مسجود ملائک مرقد ہو

اعظم جسم خاکی والا ہے پر صدقہ مرشد سے وہ بالا ہے
تو ہی تو ہی جب سب مجھ میں ہو پھر کیوں نہ جسم خاکی امجد ہو

دیا کرتا ہو جو رونق چمن کو
کرے کیوں یاد وہ رنج محن کو
جو عاقل اہل ثروت قدر داں ہیں
جہاں میں ڈھونڈھتے ہیں اہل فن کو
اری صیاد ظالم ڈر خدا سے
کہیں بلبل نے چھوڑا ہے چمن کو
کیئے روزن ہوا چھلنی کلیجہ
نہ رحم آیا بت ناوک فگن کو
ترا آنا ہی گلگشت چمن میں
دوبالا کر گیا اسکی پھبن کو
یہانتک زخم دل نے رنگ لائے
ملے ہیں خون کے تمغے کفن کو
چھپا کر پان لاکھا تم جما لو
کہ ہو شرمندگی لالہ یمن کو
تری آنکھونکی شوخی نے ستمگر
کیا ہے دشت میں وحشی ہرن کو
جوانی آنے دو شوخی تمہاری
سکھا دیگی ہنسی اپنے دہن کو
سوال بوسہ کو ٹالا ادا سے
نہ دی جنبش لب لعل یمن کو
پسینہ آگیا شرم و حیا سے
لبالب بھر دیا چاہ ذقن کو
نہ الجھو دیکھو یہ موئے کمر سے
ذرا سمجھا دو زلف پر شکن کو

کھلنا اور مہکنا پھر بسانا ✤
فقط اتنی ملی خوبی سمن کو

مگر ہے سوزِ اُلفت کا جو رشتہ
میسر وہ نہیں ہرگز سمن کو

ہ لیا شمع نے جلنا پھر پگھلنا ✤
سمن کس طرح پہنچے اس چلن کو

یہ سوزش شمع کی اُسمیں کہاں ہے،
لئے پھرتی سمن ہے بانکپن کو

مہک پر ناز ہو گر یاسمن کو
تو رکھتی شمع کافوری ہجر تن کو

یہ ثمرہ نعتِ احمد کا ہے اعظم
کہ موتی ملگئے تیرے دہن کو

ردیف ھا

عشق کا جب سے قیام ہے اسجگہ
دین و دنیا کو سلام ہے اسجگہ

عشق نے جب سے کیا ہے دلمیں گھر
پیٹنا سر کا سلام ہے اسجگہ

دین و دنیا کی نہ کچھہ سدھ بدھ رہی
بت بنا جب سے امام ہے اسجگہ

عشق صابر کی پیالی جب سے پی
ہو گیا ترکِ کلام ہے اسجگہ

ماہرو ساقی نہ ہو جب روبرو
مے کشی کرنا حرام ہے اسجگہ

صابری جب فیض مرشد سے ملا
بندۂ اعظم غلام ہے اسجگہ

عشقِ صابر عشقِ خواجہ کا مقام ہے اسجگہ
ہر دو عالم کا ذخیرہ اب تمام ہی اسجگہ

طاقِ ابرو زلفِ پیچاں میں گیا ہی دین و دل
دو مصلے دو ہی مسجد ایک امام ہے اسجگہ

دید کے جب سے ہوے ہیں دیدہ دل کے اپنے پاک
نے رکوع و نے سجود و نے قیام ہی اسجگہ

سیر ایسے باغ کی کرنے گیا ہی ہائے دل
تل بھی رکھنے کی نہیں جاہے خرام ہی اسجگہ

شاہدِ عرفاں دل اپنا لیا اعظم علی
جائے گفتن نے شنفتن ہے نے پیام اسجگہ

جمالِ حسن لاثانی دکھا دو یا رسول اللہ
تم اپنا اسکو شیدائی بنا دو یا رسول اللہ

خدارا جلوہ ربانی دکھادو یارسول اللہ
غبارِ ماسوا اللہ ہی اُڑا دو یارسول اللہ
میں اس کثرت میں وحدت کا تماشہ دیکھلوں حضرت
میرے آئینہ دل کو جلادو یارسول اللہ
دکھادو جلوۂ انوارِ وحدت اپنی برکت سے
نقابِ ظلمتی مونہہ سے اُٹھادو یارسول اللہ

صلوٰۃ العشق میں دائم تیرا اعظم رہی قایم
وقارِ عشق کو اسکے بڑہادو یارسول اللہ

ردیف ی

تیری در کا میں گدا ہوں ای میرے صابر ولی
خوار خستہ ہوچکا ہوں ای میرے صابر ولی
کون ہے تم بن ہمارا جو خبر لے اے شہا
دربدر بھٹکا پھرا ہوں ای میرے صابر ولی
اپنے ادنی سے غلاموں میں مجھے کرلو قبول
بے درم بندہ ترا ہوں ای میرے صابر ولی
چارسو سے فوجِ غم نے آگے گھیرا ہے مجھے
ششدر و حیراں کھڑا ہوں ای میرے صابر ولی
راہِ مولا کی بتا اور خبثِ دنیا سے بچا
بوجہہ عصیاں میں دبا ہوں ای میرے صابر ولی
عاجز و مسکیں غریب اعظم کی لو جلدی خبر
لایقِ عفو و عطا ہوں ای میرے صابر ولی
دے شرابِ معرفت مخمور ہو جس سے غریب
حرصِ دنیا میں گھرا ہوں ای میرے صابر ولی
دے شرابِ بیخودی تا دور ہوں خطراتِ دل
دامِ شیطاں میں پھنسا ہوں ای میرے صابر ولی

اپنے نامِ پاک کا اعظم کو دیدو فیض عام
تیرے در پر آپڑا ہوں ای میرے صابر ولی

معشوقِ معشوقاں توئی محبوبِ محبوباں توئی
سرتاجِ معشوقاں توئی دلدارِ عشاقاں توئی
در چشمِ عاشق ہم توئی در دل نشستہ ہم توئی
ہرجا کہ می بینم توئی درجان و ذیجاناں توئی
زحمت کہ می بینم توئی رحمت کہ می بینم توئی
وقت کہ گم گشتم ہتو بیشک نمایاں آں توئی
من بندہ ام مولا توئی دانا و ہم بینا توئی
بے دست بے پا گشتہ ام ملجای ہر حرماں توئی
مضغا بے باصورت توئی نقاشِ ہر صورت توئی
قسامِ ہر قسمت توئی مولودِ ہر ذیجاں توئی

سردارِ سرداراں توئی دلدارِ دلداراں توئی
برخستہ اعظم نگرای شاہِ ذیشاناں توئی

اعظم غریب خستہ جاں بر در فتادہ نیم جاں
گوید بصد آہ و فغاں جاناں توئی جاناں توئی

معشوقِ من مطلوبِ من جانم توئی جاناں توئی
چشمم توئی گوشم توئی ہم روح جسم و جاں توئی
ایں جا توئی آنجا توئی ہر جا کہ مے بینم توئی
در وقت ہستم ہم توئی گر نیست گشتم ہم توئی
ہر دم در آغوشم توئی وقت فراموشم توئی
یادم توئی یادام توئی قوال گویا ہم توئی
در شکل مادر ہم توئی رزاق بچہ ہم توئی

دردم توئی درجاں توئی دردم توئی درماں توئی
صُمٌّ توئی بُکمٌ توئی گویا و ہم شنواں توئی
ظاہر توئی باطن توئی پیدا و ہم پنہاں توئی
آدم توئی عالم توئی ماوای ہر حرماں توئی
من بندہ ام مولیٰ توئی مقصودم رحما توئی
تن تن توئی من من توئی من من توئی ساں ساں توئی
بعد ازاں قدرت گرفتہ شاہ و ہم شاہاں توئی

خالق توئی مالک توئی مسجود و ہم ساجد توئی
اعظم توئی اعلیٰ توئی ملجای ہر سلطاں توئی

شوخیِ نازِ بتاں ہیں دلپذیر لکھوائی ہوئی
نازشِ حسنِ بتاں کو آگہی مطلق نہیں
بے سبب تم جو الجھتے ہو ذرا سی بات پہ
خواب تھا چشمِ صنم میں یا سراپا ناز تھا
چال مستانہ کئے دیکھی ہے اعظم کو ہلاک
قاصد سواری آئی کہ رہ ہی میں رہ گئی
دانتوں نے آب لب پہ بسی تھی ہنسنے جو وہ
دو دیکھنے کو تھا پر نظر کو پھرا گیا
دعوی تو لے لیا تھا مگر ہاسے کے نصیب

کیوں اجل پھرتی ہے سر پر اینڈی اترائی ہوئی
ایکدن آتی خزاں ہے دوڑی گھبرائی ہوئی
یہ تو بیشک ہے کسی کی بات سکھلائی ہوئی
یا خیالِ وصل تھا چتون ہے بل کھائی ہوئی
یہ ہلاکت تھی ازل سے حق کی فرمائی ہوئی
یا گردِ راہ تھی کہ نگاہی میں رہ گئی
بجلی چمک چمک کے سیاہی میں رہ گئی
چوٹ اسکی چلتے چلتے نگاہی میں رہ گئی
ہم صرف اک نگاہ ست تا دل کی گواہی میں رہ گئی

اُنکے ہی دیکھنے سے بچیگا مریض عشق
آئی ہوئی قضا بھی نگاہی میں رہ گئی
کالی گھٹائے زلف نے اُٹھنے نہ دی نظر
برقِ نگاہ تڑپ کے سیاہی میں رہ گئی
گوشوں میں چار چاند ہیں قبہ ہے آسمان
یہ زینت اُنکے کلاہی میں رہ گئی
دل کعبہ کیطرف ہے تو دل اور کی طرف
زاہد تری نماز گناہی میں رہ گئی
اچھا ہوا کہ بھول گئے کاتبِ عمل
فردِ حساب دفترِ شاہی میں رہ گئی

اعظم پھنسا ہوا ہے خرابات دہر میں
دنیا کی یاد یادِ الٰہی میں رہ گئی

جو ہوتا عشق تو کچھ اُسکی جستجو ہوتی
اُنہیں گلے سے لگاتے جو آرزو ہوتی
ہمارے دل کی ہی پوری کچھ آرزو ہوتی
چھری کے نیچے جو دم بھر رگِ گلو ہوتی
ہر اک جا ہے ترا گھر ہے تو تو ہے ہرجائی
پتہ قیام کا ہوتا تو جستجو ہوتی
طفیل احمدِ مختار پاک صاف چلا
نہیں تو میری گنہگاہونکی شستشو ہوتی
اُسے کہاں ہے بقا جو کہ دور ہے تجھ سے
فنائی ذات جو ہوتا تو آبرو ہوتی
خیالِ زلف میں ہم رات دن رہے اُلجھے
وگرنہ سنبلِ پیچاں سے گفتگو ہوتی
کسیکی جور کی ہمنے بہت طرح دی ہے
اگر وہ سامنے ہوتے تو دو بدو ہوتی
شہید ناز لہو میں نہا کے اُٹھا ہے
نمازِ عشق نہ بے غسل بے وضو ہوتی
صفت وہ اپنی پس پشت کرتی ہے حور پری
جو ہوتا حسن کا دعویٰ تو روبرو ہوتی
تپِ فراق میں بھرتے جو ٹھنڈا سانس کبھی
ہمارے دل کے جلانیکو وہ بھی لو ہوتی

چمن میں فصلِ بہار آگئی ہے ای اعظم
تلاش بلبلِ شیدائی کو بکو ہوتی ÷

دیکھ کر اُنکو محبت آگئی
آنکھ ملتے ہی مروت آگئی
سب گنہگاروں کی بخشش ہوگئی
جوش پر جب اُسکی رحمت آگئی

معجزوں کے شہرتوں کا سب بنی
ذکر کرتے تھے کہ رحمت آگئی
خانۂ دل گھر خدا کا ہے ضرور
جس نے توڑا دل تو شامت آگئی
میرے گھر آیا جو وہ رشکِ مسیح
بال باندہی لونڈی صحت آگئی
سجدہ ابرو کے تصور میں کیا
یاد محرابِ عبادت آگئی +
مری قسمت سے وہ آئے خود بخود
آگئی گھر بیٹھے دولت آگئی
ہجر کا ڈر کا شب خلوت رہا
صبح ہو کر شام فرقت آگئی
دیکھتے ہی اسکو سکتہ ہو گیا
اسکے آنے پر یہ حیرت آگئی
فوج عصیاں کی چڑھائی تھی مگر
حرفِ لا کی ایک حفاظت آگئی
تان کر ابرو وہ آتا ہے صنم
جھک کے محراب عبادت آگئی

اعظم عاصی کی حالت دیکھکر
شافع محشر کو رحمت آگئی

نالۂ غم سے یہ آفت آگئی
آسماں گرنے کی نوبت آگئی
یاد زلفوں کی شباہت آگئی
پھر ہمارے دل کی شامت آگئی
فتنۂ محشر خرام ناز سے
چال چلتے ہی قیامت آگئی
بوجھ پڑتا ہے حنا کے رنگ کا
بارک اللہ کیا نزاکت آگئی
ضعف سے نالہ نہ نکلا تو کہا
دم چرانے کی تو طاقت آگئی
جاتے جاتے رہ گئے ششدر کھڑی
راہ میں جب میری تربت آگئی
فاتحہ لاچار پڑھنی ہی پڑی
سامنے جب میری تربت آگئی
مجھ کو اسیر جان دیتے دیکھ کر
دل کو بھی مرنے کی حسرت آگئی
چال میں پازیب کا یہ شور ہے
لو قیامت پر قیامت آگئی

عشق کا بندہ نہ کیوں اعظم بنے
شاعری جسکی بدولت آگئی

جاچکا دل جاں کی نوبت آگئی
اور ایک رفت پہ رفت آگئی
خواب میں یے لیں بلائیں زلف کی
پہر دل ناداں کی شامت آگئی
آگئی وہ آگئی وہ آگئی
رحمت حق سے وہ یہ دولت آگئی
جب گئے معراج کو ختم رسل
اوج پہ گردوں کی رفعت آگئی

وہ عیادت کو جو آئے میرے گھر
آتے ہی اعظم کے صحت آگئی

انوار ذاتِ سرمدی مخدوم صابر کلیری
فیاض فیضِ احمدی مخدوم صابر کلیری
اے شان تو شانِ احد وے ذاتِ تو ذاتِ صمد
انعام فضلِ ایزدی مخدوم صابر کلیری
اے واقفِ سرِ خفی وی عارفِ رمزِ جلی
عشق عطاکن امجدی مخدوم صابر کلیری
اے شاہ عالی مرتبت ای جاہِ والا منقبت
دریائے فیضِ سرمدی مخدوم صابر کلیری
مخلوق بجز التجا آمد بدرگاہت شہا
بکشا تو دست احمدی مخدوم صابر کلیری

اعظم سگِ دربار تو افتادہ در سرکار تو
اے شاہ ملکِ ایزدی مخدوم صابر کلیری

اُسکی ہر ایک بات میں ایک گھات ہے
پانچ پہلے تہا تو اب وہ سات ہے
لفظِ احمد دو سے بٹ ملکر بنا
ایک خود ہے یا خدا کی ذات ہے
نعتِ احمد کیا کرے کوئی بیاں
خود ثنا خواں جب خدا کی ذات ہے
عشق لائے ہیں ازل سے سات ہم
حضرتِ دل کے لئے سوغات ہے
لب ہلا دو زندہ ہو جاؤں ابہی
ہونٹ کا ہلنا بڑی کیا بات ہے
وہ اشاروں میں کیا کرتے ہیں بات
جان کے لینے کی یہ بہی گہات ہے
میری آنکھیں ابر گریاں ہو گئیں
رات دن یہ فصل کی برسات ہے
دل کو چہینا لو دوپٹہ ڈال کے
خوشنما کیا خوب اُنکی گہات ہے

وعدہ فرمایا تہا خوب ایفا کیا
واہ صاحب آپکی کیا بات ہے

کیوں سوالِ بوسہ پر ناخوش ہوئے
یہ بہی جوشِ عشق کی اک بات ہے

آکے چپکے سے ذرا سن لیجئے
کان میں کہنے کے قابل بات ہے

عشق کی جاگیر ہیں صحرا سلا
صرف میں ہوں یا خدا کی ذات ہے

وصل کی شب ہے نہ کر شرم و حیا
ہیں بہت ارمان تہوڑی رات ہے

یا الٰہی تا قیامت ہو نہ صبح
وصل اعظم کی یہ پہلی رات ہے

کیوں نہ پروانہ کا ارمان ہر ایک دلمیں رہے
جلکے وہ خاک ہو اور شمع ہی محفل میں رہے

لالہ کو دیکھ کے غیرت سے یہ کہتا ہوں میں
داغ سینہ میں رہے یا یہ کہ دل میں رہے

شمع سے ضبطِ محبت کا سبق لے کوئی
اُف نہ ہو لب پر ذرا سوز نہاں دلمیں رہے

چاہیئے صاف ہو آئینہ دل کینہ سے
کینہ لازم ہے ہمیشہ دل جاہل میں رہے

تیرے دیدار کے ارماں میں یہ شمس اور قمر
موج دریا کی طرح قطع منازل میں رہے

مہر لب پر ہو ہواں تک بہی جگر سے اُٹہے
حوصلہ دل کے لگانیکا یہ ہی دلمیں رہے

ہے اُس زلف گرہ گیر کی کافی زنجیر
فائدہ کیا ترا مجنون جو سلاسل میں رہے

کرکے صید ایک نگہ ناز سے صیاد گیا
صید جتنے تہے تڑپتے ہوئے مقتل میں رہے

گہاٹ سے قلزم ہستی کے اُتارا سبکو
یا خدا آب سدا خنجر قاتل میں رہے

ہے یہ ارمان کہ تو خوب تماشا دیکھے
کاش رقص اور کوئی دم ترے بسمل میں رہے

نمک طرز تبسم سے ہو خنداں گلِ زخم
اس ملاحت کا سدا شور عنادل میں رہے

یار اغیار سبہی رہتے ہیں محفل میں ترے
لطف تو جب ہے کہ عاشق تری محفل میں رہے

جتنے معشوق ہیں فانی وہ سب ہے اعظم
ازلی وہ ہے جو دائم دلِ شاغل میں رہے

لب ہوں خاموش مگر شورِ انا دل میں رہے
داغ دھبہ ہو تو قلب مہ کامل میں رہے
تا دمِ مرگ بھی تصویرِ صنم دل میں رہے
شکرِ قاتل میں سدا خون کے پھوارے ہوں رواں
عشق کا ربط ہے آساں پہ مشکل ہے ضبط
واہ رے ہجر میں میری تقدیر بھی ماشاء اللہ
کہ جلی شمع کی صورت مجھے پروا نہیں
خونِ عاشق کا یہ دھبہ ہے مٹائے نہ مٹے
اسلئے آپکے خنجر نے لہو چاٹا ہے

عملِ حب کی طرح سینۂ عامل میں رہے
داغِ اُلفت ہے جو ترا تو مرے دل میں رہے
یہ عہد چار وہ یار جب اسی منزل میں رہے
وردِ احسان کا ہر دم دمِ سائل میں رہے
اُف نہ ہو لب پر ذرا سوزِ نہاں دل میں رہے
جلوۂ نورِ صنم اور میری   رگِ گل میں رہے
تن بے سر ہی سہی پر تری محفل میں رہے
رگ جوہر کی طرح خنجرِ قاتل میں رہے
خون ہو کر بھی نہ ارمان کوئی دل میں رہے

نہ دکھایا

قلزمِ فیض ہے تو فیضِ سبحاں بن اعظم
کر طلب کی نہ تمنا دلِ سائل میں رہے

جلوہ گر مہرِ عرب ماہِ عجم ہوتا ہے
دم جو بھرتا ہوں ترے پاس وفا کا ہر دم
صبح تک تو کہیں جاتی ہے نہ میں جاتا ہوں
نعت حضرت میں جو مضمون رقم ہوتا ہے
شادیٔ مرگ ہوا غیر کو مرنا میرا
باغِ جنت کا بھی ملجائے تو دوزخ ہے مجھے
مجھ سے تنہائی میں جس طرح ملو جی چاہے
تم ملو غیروں سے میں آنکھ سے اپنی دیکھوں
ناز انداز تو ہوتے ہیں۔ نہ لیکن ایسے
شان وہ شان ہے صابر کی کہ عالم ہے فدا

شبِ نوروز کا فرقت میں کرم ہوتا ہے
ہجر میں رشکِ وہ تیغِ دو دم ہوتا ہے
دیکھوں کیا ترا دمِ ختم شبِ غم ہوتا ہے
وہ قلم زیب وہ باغِ ارم ہوتا ہے
کس مسرت سے میری موت کا غم ہوتا ہے
عیش بے یار کے ہر دم کا الم ہوتا ہے
غیر کے ساتھ میں ملنا مجھے سم ہوتا ہے
اس سے بڑھ کر کوئی دنیا میں ستم ہوتا ہے
کہ ہر اک بات کے پہلو میں ستم ہوتا ہے
فیض وہ فیض ہے جو فیضِ اتم ہوتا ہے

کچھ نہ پوچھو میری بیتابی دل کی حالت
عید ہی میرے لئے عید کو ماہ خالی

آج مجھ سے وہ جدا میرا صنم ہوتا ہے
مہماں آج میرے گھر میں صنم ہوتا ہے

دل کو عاشق کے جو بہاتے ہیں کہو ای اعظم
ایسا معشوق بہی معشوقوں میں کم ہوتا ہے

دہر کو چھوڑ کے جو عزم حرم ہوتا ہے
جس میں ہیں یہ تیرا نقش قدم ہوتا ہے
ہے جو آنا تو کہیں بجز خدا آجاؤں
تری رحمت کی طرف دیکھ کے خوش ہوتا ہوں
دل بری کی تہی دل آزاری کے خاطر ایجاد
عشق احمد میں جو مر جاؤں تو جی جاؤں میں

ص

کیا وہاں جلوہ نما شوخ صنم ہوتا ہے
بخدا سجدہ گہ اہل حرم ہوتا ہے
ورنہ پھر کوچ سوئے شہر عدم ہوتا ہے
دیکھتا ہوں جو میں اعمال الم ہوتا ہے
نخل الفت کا ثمر کیا یہ صنم ہوتا ہے
مرنا اس رنگ کا عشاق میں کم ہوتا ہے

رنگ بیرنگی وحدت ہی تو پھر کیوں اعظم
گہہ خیال قدم وگاہ عدم ہوتا ہے

مطلع ثانی

غیر سے آنکھ کا ملنا ہی ستم ہوتا ہے
ہونے دو خیر اگر مجھ پہ ستم ہوتا ہے
نعت احمد میں جو مضمون رقم ہوتا ہے
ناز بیجا کا جو رک رک کے ستم ہوتا ہے

پردہ میں لطف ہے بے پردہ الم ہوتا ہے
میرے صدقہ میں رقیبوں پہ کرم ہوتا ہے
تیز تر دل کی روانی میں قلم ہوتا ہے
شب عشرت میں عجب لطف و کرم ہوتا ہے

درد فرقت سے بڑھا ضعف یہاں تک اعظم
سانس لیتے ہوئے بہی درد شکم ہوتا ہے

یارب کھڑا ہوں سید ابرار کے لئے
گلچین جو طعنہ زن ہی دل افگار کے لئے
گلشن میں کہہ رہی ہی حیا چھپ کے جائیے

دیدار ہو نصیب دل افگار کے لئے
سوسن زباں دراز ہے گفتار کے لئے
نرگس نے آنکھ کھولی ہو دیدار کے لئے

سنتا ہوں بجز ذبح وہ آتے ہیں اسطرف
تکلیف کرکے مرغِ گرفتار کے لیئے

گلدستہ ساتھ ہو دلِ پر داغ کا مرے
لازم ہے یہ بناؤ طرحدار کے لیئے

پیکر شراب شوق مزے وصل کے اٹھا
توبہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لیئے

کون و مکان میں آپنے جلوہ دکھا دیا
صدقہ ہے دل میرا اسی اظہار کے لیئے

خاموش تو ہوئے دلِ ناداں نکر بکا
لازم ہے صبر مرغِ گرفتار کے لیئے

زخمِ جگر پہ آپ چھڑکتے رہے نمک
بھیجا کسیکو مرہم زنگار کے لیئے

اقرار دیگیا ہے کسی بات کا کوئی
ملجائیگی دوا دلِ بیمار کے لیئے

انوار ذاتِ پاک جو احمد میں ہے تمام
شایاں ہے مطلعِ رخِ انوار کے لیئے

دن پھر گئے نصیب پھرے جان آگئی
بوسے جو مینے سنگِ درِ یار کے لیئے

دل اور متاعِ صبر کو قربان کرچکا
حاضر یہ سر ہے اب تری تلوار کے لیئے

کہتے ہیں دیکھ کر یہ زنخدانِ یار کو
یہ خوب سیب ہے دلِ بیمار کے لیئے

اعظم کلام تیرا تو اچھا نہیں مگر
بیچین ہے کوئی ترے اشعار کے لیئے

چھاں خدنگ نظر چشم دلربا کے چلے
تو ساتھ ساتھ دل و جان مبتلا کے چلے

سر مزار وہ کیا ٹھوکرے لگا کر چلے
کہ ایک فتنۂ محشر نیا اُٹھا کے چلے

خرامِ ناز سے جس دن چلے ہیں گلشن میں
چلی ہوا تو ہماری ہوا بچا کے چلے

عدو کے سامنے دی ہیں ندامتیں مجکو
انہو کی چال مجھے اپنے گھر بلا کے چلے

غمِ فراق کا بوجھہ آدمی اُٹھاتا ہے
کہاں مجال فرشتے کی جو اُٹھا کے چلے

کبھی جو دیکھہ لیا مینے راہ میں اُنکو
میری طرف سے وہ کچھہ آنکھہ سی چرا کے

فنا سے پیشتر اعظم فنائے ذات ہو
رہے تم ایسے کہ دنیا سے دل اُٹھائے چلے

دل کھاتا ہے غم دلکو ہلنے نہیں دیتے
اور کھائی اگر جوش اُبلنے نہیں دیتے
ہیہات میری بات کو چلنے نہیں دیتے
ایک بات بھی مونہ سے وہ نکلنے نہیں دیتے
پامال رہو خوب یہی تیری سزا ہے
پلکیں نہ جبیں تلووں کو ملنے نہیں دیتے
رونا تو کہاں مجھکو بگڑنے نہیں دیتے
جوں شمع سحر مجھکو وہ جلنے نہیں دیتے
کافر ہے جو کہتا ہے مسلمان ہو تم
اس راہ سے اُس راہ پہ چلنے نہیں دیتے
پامال کئے دیتا ہے جیتوں کا بدلنا
وہ عشوہ ہے اُنکا کہ سنبھلنے نہیں دیتے

اعظم کے تڑپنے کی وہ پروا نہیں کرتے
پھر شمع صفت اُس پہ وہ جلنے نہیں دیتے

ہوا دشت کلیر سے کیسی جلی ہے .
کہ خنداں ہر ایک برگِ دل کی کلی ہے
یہ جلوہ تہا محفل میں کس شمع رو کا
کہ پروانہ سے شمع بڑھ کر جلی ہے
گلے پر ہے کس ناز سے تیغ چلتی
یہ کس نازنین کی بغل میں پلی ہے
ولی ہے خدا کا ولایت کا والی
تیرا نام مخدوم صابر علی ہے
زمیں پر رکھیں پاؤں کس طرح اعظم
کہ چرخ چہارم تمہاری گلی ہے

کرر

کرے عرض کیا حال دل اپنا
عیاں تجھ پہ راز خفی اور جلی ہے

نعمت ملی ہے عشق کی اب اور کیا ملے
دولت ملی ہے ایسی کہ جس سے خدا ملے
ثابت قدم رہو نکرو فکر تم ذرا
پھر دیکھ لو کہ غیب کے پردہ سے کیا ملے
ملنے کی راہیں سینکڑوں ہیں اُنکی پر نظر
ظاہر اُدھر ملے تو ادھر کو جدا ملے
دیکھے تو زر سے اُنکی مدارات کیجئے
کر کے نثار جان کو ہو کر گدا ملے

اعظم تمہارے عشق نے تمکو ملا دیا
ایسے نصیب ور ہو جو ہو کر فدا ملے

رقیبونکا محفل میں اُٹھکے گذر ہے
اِدہر باری برچھی جو دیکھا اُدہر ہے
تری چٹکلی پہرتی پہ قرباں ہوں یار
دکھاتا کدہر ہے لگاتا کدہر ہے
صفیں کی صفیں ایک دم میں پلٹ دیں
فقط ایک اشارہ ہی مارا جدہر ہے
یرا حال جیسا ہوا حال اُن کا
ادہر کا اُدہر دیکھو آیا اثر ہے

نظر جب پڑی نیک اعظم پہ تیری
عدو جلگئے یہی اُنکا ثمر ہے

دا کا شکر ہے صابر کہ اس دربار میں آئے
کہ جس سرکار کے ہم ہیں اُسی سرکار میں آئے
را چہرہ میرا قبلہ تری زلفیں میرا ایماں
طواف کعبہ کرنیکو ترے دربار میں آئے
تری وحدت تری کثرت ترا جلوہ ہر اک عالم
ہر ایک جلوہ نشاں تیرا کہ جو دیدار میں آئے
علی چہرہ محمد جسم ذات کل بہری جسمیں
علی احمد لقب صابر کا رکھہ اظہار میں آئے
تجلی ذات کی اپنی دکھادی اب ہمیں صابر
کہ پہر پہر کر بھٹک کر اس شہی دربار میں آئے
رے عاشق ہوئے صابر زلیخا کی طرح جب ہم
تو یوسف کی طرح بکنے ترے بازار میں آئے
رے آقا مری مولا مری صابر مرے داتا
ترا ہم عشق لینے کو تری سرکار میں آئے

وہ گلستان ازل کو دیکھکر گھبرا ئے جب اعظم
ابد کی سیر کو نیکو تری گلزار میں آئے

دایا مجھے تونے پیدا کیا ہے
میں بندہ ہوں تیرا تو میرا خدا ہے
مجھتا تھا خود آئی یکتائی اپنی
مگر لاکھوں درجہ تو مجھہ سے سوا ہے
ریعت میں بندہ بنا آپ آکر
حقیقت میں مولا ہی صورت نما ہے
پتھر یہ ٹکر لگا جاکے زاہد
ہمیں اُنکے قدمونپہ سجدہ روا ہے
را اُسکا وہ جسکی جس سے محبت
تجھہ ہی سے محبت میرا تو خدا
ا بندہ جبدم تو بت تہا وہ بالکل
دیا پھونک دم تونے تو ہی خدا ہے

اشارہ ہوا یہ کہ خاموش   یہ رمز خدا ہے یہ سرّ خدا ہے
کہاں کا حساب اور کہاں کا جواب   تو ہی مدعی اور تو ہی مدعا ہے

تیرا نام بندہ تیرا نام اعظم
تو ہی گم ہوا خود تو ہی خودنما ہے

فرشتے لگے کہنے کہ کیا ماجرا ہے   پیمبر تو ہی اور تو ہی خود الہ ہے
وہاں جسم و جاں سے مبرّا ہوا تو   یہاں چشمِ کثرت میں بادست و پا ہے
دکھاتا تھا ناصح مجھے صورتیں دو   جو دیکھا نہیں کوئی تیرے سوا ہے
خدا خود محمد کی صورت میں ہو کر   خدائی کے پردے میں کیسا چھپا ہے
نہ کیوں اہلِ باطل کا دعویٰ ہو باطل   تو ہی مدعی اور تو ہی مدعا ہے
تیرا جلوہ ہر شے میں آتا نظر ہے   نظر کو ہماری وہ بینا کیا ہے

پتہ کی کہی بات اعظم نے ناصح
نہ سمجھے اگر تو۔ تو لعنت خدا ہے

اے کہ باشانِ قدم انی انا اللہ گفتہ ٔ   راز اللہ الصمد در قل ہو اللہ گفتہ ٔ
بلبلِ دل میزند گل بانگِ استغفار را   اے بباغِ دہر چوں استغفر اللہ گفتہ ٔ
کاہِ آسہ چوں نگردد کوہِ غم از رفعتت   خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ گفتہ ٔ
چوں نکویاں راستودم بر درِ دہرِ مجاز   در حرم باحرمتم الحمد اللہ گفتہ ٔ
عاصیاں در بزمِ غم دستِ مسرت میزنند   زانکہ تو لاتقنطوا من رحمۃ اللہ گفتہ ٔ
تاجِ وحدت را نہادی بر سرِ اہلِ کرم   باسخیاں چوں سخن از قرض اللہ گفتہ ٔ
مافر [illegible] جامِ شرابِ صافیہ ی   اے کہ جامِ چشتیاں را صبغۃ اللہ گفتہ ٔ
[illegible] سرت بر دیارِ نفسِ شیطاں گر بید   اعظمِ بیتاب را نصرٌ من اللہ گفتہ

تمت

بکام از دیوانہ [illegible]